هفت روزه

خدام الدین لاہور

بانی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ

۲۰ جنوری ۱۹۸۴ء

یکے از مطبوعات انجمن خدام الدین ○ لاہور

ہدیہ -/۲ روپے

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

ترجمہ و تشریح ——— محمد سعید الرحمٰن علوی

مالی معاملات میں نرمی

عَنْ جَابِرٍ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و اصحابہ وسلم رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا سَمْحًا اِذَا بَاعَ وَ اِذَا اشْتَرٰى وَ اِذَا اقْتَضٰى. (بخاری)

انسانی زندگی کا ایک نہایت ہی اہم باب اس کے معاملات ہیں۔ یہ چیز ہر انسان کی فطری ضرورت ہے، کوئی تجارت کرتا ہے تو کوئی مزدوری، کسی نے کارخانہ و صنعت کو اپنی ضرورت کا ذریعہ بنایا تو کسی نے کھیتی باڑی اور باغبانی کو ——— یہ جملہ معاملات یعنی خرید و فروخت، صنعت و تجارت اور محنت مزدوری وغیرہ بظاہر دنیوی کام نظر آتے ہیں اور انہیں دنیوی ضروریات میں شمار کیا جاتا ہے لیکن محسنِ انسانیت محمد عربی صلوات اللہ تعالےٰ علیہ و سلامہ نے ان معاملات میں بھی انسان کو بے لگام نہیں چھوڑا۔ بلکہ ایسے اصولوں اور طریقوں کی ہدایت فرمائی جو انسانی شرافت و عظمت سے مطابقت رکھتے ہوں ——— کھانے پینے اور مسکن و رہائش کا جہاں تک تعلق ہے شیر بھیڑیا، چیتا، کتا، بلّی، چوہا، چیل، گدھ اور کوّا سبھی اس کا اہتمام کرتے ہیں کوئی کچھار میں رہتا، کوئی گھونسلوں میں بسر کرتا اور کوئی درخت کی ٹہنی پر ہی گذر بسر کر لیتا ہے۔ لیکن انسان اشرف المخلوقات ہے اس کی عظمت و وقار کے کچھ تقاضے ہیں۔ اس لئے محمد عربی صلوات اللہ تعالےٰ علیہ و سلامہ نے ان چیزوں کا لحاظ کرتے ہوئے رہنمائی فرمائی۔

مولانا محمد منظور نعمانی کے بقول شعبہ معاملات میں حضور نبی کریم علیہ السلام نے اس معاملہ میں انسانیت کو اور بالخصوص امت کو جو ہدایات دیں ان کا مجموعہ چار اصولوں کی شکل میں سامنے آتا ہے :۔

"اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو نفع پہنچانا، عدل، سچائی و دیانتداری اور سماحت"۔ (معارف الحدیث ج ۷، ص ۶۴)

معاملات کی اس دنیا سے متعلق اس وقت یہ حدیث نقل کی گئی جس کے راوی حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ جیسے معروف ترین صحابی ہیں۔ اور اس روایت کو حضرت امام بخاری قدس سرہٗ نے نقل فرمایا۔ ترجمہ ہے :۔

"رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ و اصحابہ وسلم نے فرمایا ——— اللہ تعالےٰ کی رحمت ہو اس بندے پر جو بیچتے ہیں، خریدتے ہیں اور اپنے حق کا تقاضہ کرنے اور وصول کرنے میں نرم اور فراخ دل ہو"۔

اس روایت کی تائید میں بخاری و مسلم کی وہ روایت پیش کی جا سکتی ہے جسے حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کیا گیا ہے ——— حضور علیہ السلام فرماتے ہیں :۔

"پہلی امتوں میں ایک

(باقی پر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور



جلد ۲۹ • شمارہ ۳۹

۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ • ۲۰ رجنوری ۱۹۸۴ء

——— رئیس الادارہ ———

شیخ التفسیر حضرۃ مولانا عبید اللہ انور

——— مجلس ادارت ———

مولانا محمد اجمل قادری

محمد سعید الرحمٰن علوی

ظہیر میر ایم اے ایل ایل بی

اس شمارے میں

بدل اشتراک

سالانہ	ششماہی	سہ ماہی
۸۰/-	۴۵/-	۲۵/-

فی پرچہ ۲/- روپے

طابع: منہاج الدین اصلاحی • مطبع شرکت پرنٹنگ پریس لاہور

ناشر: مولانا عبید اللہ انور

مقام: اندرون شیرانوالہ دروازہ، لاہور

رسم نہیں عمل

پاکستان، اسلام کے نام پر معرض وجود میں آیا ——— اس میں جو شک کرے وہ گردن زدنی لیکن اگر یہ کہا جائے کہ گذشتہ ۳۶ برس سے زائد عرصہ میں اسلام پر بے حد ظلم توڑے گئے اور اس کے عملی نفاذ کی کوئی سنجیدہ اور مخلصانہ کوشش نہیں ہوئی تو بہت سی پیشانیوں پر بل پڑ جائیں گے اور وہ اعترافِ حقیقت کے بجائے ہمیں کوسنا شروع کر دیں گے ——— بہت سے حضرات ایسے ہیں جو تقسیم کے بعد کی فوری قیادت کو مستثنیٰ کر کے اگلی قیادتوں کو مجرم گردانتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو موجودہ قیادت سے نیک توقعات وابستہ کئے ہوئے ہیں اور سات سال کے قریب کا عرصہ گذر جانے کے باوصف بھی یہی سوچ رہے ہیں کہ نفاذِ اسلام کا سورج اب طلوع ہوا جب طلوع ہوا؟ ہمارا معاملہ سبھی لوگوں سے کسی قدر مختلف ہے اسے ہماری طبیعت کی افتاد کہیں یا کچھ اور؟ لیکن واقعہ یہی ہے کہ ہمیں نہ کل اطمینان تھا نہ آج ہے ——— نہ ہم پہلی قیادت سے حسن ظن رکھتے ہیں نہ موجودہ سے نہ کسی درمیانی سے۔

سچ پوچھیں تو اس ملک میں نفاذ اسلام کے دو مواقع اہم تھے جنہیں بری طرح ضائع کر دیا گیا۔ ایک ۱۹۴۷ء کا دور دوسرا ۱۹۷۷ء کا دور ——— ۱۹۴۷ء میں ملک بنا جو جانی اور مالی نقصان ہوا وہ الم نشرح ہے۔ قوم من حیث القوم نفاذِ اسلام کی امید میں سب کچھ داؤ پر لگا چکی تھی۔ کاغذی بکھیڑوں اور رسمی دفتری کاروائیوں سے بالاتر ہو کر دین اسلام کے معاملہ میں خلوص برتا جاتا تو کوئی مشکل نہ تھی لیکن اپنے ۶، ۶½ فٹ کے وجود پر اسلام کو نافذ نہ کرنے والے رہنما ۱۳ کروڑ انسانوں پر

اسلام کیسے نافذ کرتے؟ جنہوں نے کبھی اللہ کے گھر کا منہ نہ دیکھا تھا وہ سوئے کعبہ و مدینہ کاہے کو رُخ کرتے؟ ان کے خلوص کا بھرم تو اسی وقت کھل گیا تھا جب انہوں نے مذہب کو پرائیوٹ معاملہ کہہ کر اجتماعی زندگی سے اسے الگ رکھنے کا اعلان کیا تھا۔ اور پھر ملک کی پہلی کابینہ میں غیر مسلم وزراء کا تقرر نہلے پہ دہلے والی بات تھی ——— ان وزراء میں سے ایک یعنی چودھری ظفراللہ خاں نے ملک کے سب سے بڑے شہر کراچی کے جہانگیر پارک میں کھڑے ہو کر دین اسلام کو مردہ مذہب اور اپنے پاپا غلام احمد کادیانی کے خودساختہ گمراہ کن نظریات کو "زندہ مذہب" قرار دیا۔ جس کا نتیجہ ۱۹۵۳ء کی تحریک میں سامنے آیا۔ جس میں غلامانِ رسول کے جذبہ حریت کو کچلنے کے لئے پہلی بار ملٹری بارکوں سے باہر آئی اور اس نے اپنے ہی شہریوں کو "جرم عشق محمدؐ" میں فتح کرنے کی طرح ڈالی ——— پھر بیوروکریٹ، دانشور اور مفکرین کی کاوشوں سے جو یہاں اسلام کی درگت بننا شروع ہوئی تو بنتی ہی چلی گئی ——— ارباب سیاست و اقتدار نے کمال درجہ فریب سے اس ساری صورتِ حال کو غریب مولوی کے اختلاف کا شاخسانہ قرار دیا۔ حالانکہ، اشتیاق حسین قریشی، پرویز، فضل الرحمٰن اور ان جیسے لوگوں میں سے ایک بھی مولوی نہ تھا اور یہ سب کچھ انہی کا کیا دھرا تھا۔ انہی شب و روز میں ۱۹۷۱ء آ گیا۔ اور جن لوگوں نے اکابرینِ ملّت کی پگڑیاں اچھال کر یہ جنّت حاصل کی تھی، وہ آدھی جنّت طشتری میں رکھ کر دشمن کے دروازے پر جا پہنچے۔ ۱۹۷۱ء سے ۱۹۷۷ء تک جو ہنگامہ رہا ——— توبہ بھلی، ۱۹۷۷ء میں ستم رسیدہ قوم نے اربابِ سیاست پر اتنا زبردست اعتماد کیا کہ اس کی مثال نہ ملتی تھی لیکن ہوا یہ کہ اربابِ سیاست جیتی ہوئی جنگ ہار گئے ——— وہ اپنی بے تدبیریوں اور باہمی انتشار سے اس منزل پر پہنچے ——— ورنہ کامیابی ان کے قدموں میں تھی ——— ان کی جگہ جن "شریف حکمرانوں" نے لی۔ انہوں نے اسلام کو اپنی توجہات کا مرکز بنایا۔ اور اس طرح کہ ۱۹۴۷ء کی یاد تازہ ہو گئی لیکن ——— آہ کہ سات سال کے عرصہ میں اس بدنصیب قوم کو سوائے نامرادیوں کے کچھ نہ ملا۔ آج وہ ہر چیز سے محروم ہے، اس کے عقائد کی بھد اڑ چکی ہے، اعمال رسوا ہو چکے ہیں، معاشرت و تہذیب اجڑ چکی ہے۔ اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہاں نہ قانون ہے نہ شرافت، رسم بہت ہے عمل نہیں۔ تازہ مثال علماء کنونشن میں علماء کرام اور حکومت کی مشترکہ خواہش پر لاؤڈ سپیکر کے استعمال کو محدود کرنے کی بات ہے ———

یہ لاؤڈ سپیکر ہے یا مصیبت؟ اس نے قوم کا سکون برباد کر دیا۔ اس نے معاشرہ میں فرقہ واریت کے عفریت کو جوان و توانا کیا، بے فکرے اور عملی صلاحیتوں سے عاری لوگ جب چاہیں ہٹ آن کر کے بے سر کی آوازیں نکالنا شروع کر دیں ——— اہل محلہ میں سے کوئی اگر بدقسمتی سے اس پر احتجاج کرے تو اس پر تہمت ——— کمیونسٹ ہے، بے دین ہے، ملحد ہے، دشمنِ رسول ہے۔ فلاں ہے فلاں ہے ——— یارو اللہ تعالیٰ سے ڈرو، اسلام پر رحم کھاؤ، قانون کی بالادستی کی فکر کرو، رسمیات سے نکلو، عمل کی دنیا میں آؤ کہ کوئی قوم جب اس حد تک قانون و اقدار کی بھد اڑا کر بے راہرو ہو جاتی ہے تو پھر وہ سنبھل نہیں سکتی۔ یہ بات بے حد تشویش اور پریشانی کا باعث ہے اور ضرورت ہے کہ حکمران اور دوسرے ذمہ دار اس رخ پر سوچیں ورنہ ہماری قوم پر اس گلہ کی مثال صادق آئیگی جس کا کوئی راعی اور نگہبان نہیں ہوتا۔ اس وقت سے ڈریں اور ہوش کے ناخن لیں کہ وقت کی تیز رفتاری پھر مہلت نہ دیگی۔

عاصم ۱۶ رجنوری ۱۹۸۴ء

مجلسِ ذکر

ضبط و ترتیب : ادارہ

جہاد کی تیّاری کریں

پیرِ طریقت حضرت مولانا عبیداللہ انور دامت برکاتہم

محترم حضرات و معزز خواتین! سورۂ انفال میں اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو تمہارے بس میں ہو اس کے مطابق قوت کا اہتمام اور طیاری کرو ——— حضور علیہ السلام نے قوت کے متعلق فرمایا کہ یاد رکھو قوت سے مراد تیر ہیں۔ آپ کے دورِ سعادت کا کامیاب ترین ہتھیار جس کے ذریعے دور سے گھات میں بیٹھ کر دشمن پر وار کیا جا سکتا ہے تیر ہی تھا لیکن بعد کے بدلتے ہوئے حالات میں اس ضرورت کی غرض سے جو ہتھیار ایجاد ہوئے وہ سب "قوت" کے ضمن میں آتے ہیں اور ان کی تیاری و اہتمام اسی طرح فرض و لازم ہے جس طرح باقی فرائض۔

محترم حضرات! یہ گزارش آج میں اس لئے کر رہا ہوں کہ امتِ مسلمہ کی مثال اس زبان کی ہو چکی ہے جو بتیس دانتوں کے درمیان پھنس کر رہ جاتی ہے۔ آج کفر کی مختلف شکلیں آپس میں مکمل اتحاد کر کے اسلام اور اہل اسلام کے خلاف ایسا محاذ تیار کر چکی ہیں جس کی مثال اس سے پہلے نہیں ملتی۔ اس متحدہ قوت کے خلاف بھرپور تیاری اور مسلح جد و جہد آج کا وہ فرض ہے جس کے معاملہ میں غفلت ہماری ہستی کو فنا کر دے گی۔

حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سواد عراق کی فتح کے بعد وہاں کی زمینیں فوجیوں میں بانٹنے سے اس لئے انکار کر دیا تھا کہ اس طرح فوجی دوسرے مشاغل کا شکار ہو کر اپنے فرض سے غافل ہو جائیں گے اور جو لوگ فرض سے غافل ہوتے ہیں وہ باوقار زندگی نہیں گزار سکتے۔

سالہا سال سے ہم لوگ جہاد کی سنت ترک کر کے بیٹھے ہیں۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ کی فکر کے مطابق حضرت السید احمد شہید قدس سرہٗ کی تحریک جہاد اور اس کے بعد ۱۸۵۷ء میں حضرات علماء کرام اور ان کے معاونین کی مسلح دینی اور قومی جد و جہد کے بعد یہ سلسلہ متروک ہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ دشمن ہم پر چڑھ دوڑا ہے اور اس نے ساری دنیا میں اپنی شرارت کے جال پھیلا دئے ہیں۔ فلسطینی تحریک آزادی غیروں کی سازشوں اور اپنوں کی مہربانیوں سے جاں بلب ہے۔ افغانستان آگ میں جل رہا ہے "ایرانی انقلابیوں" کے تعصب کے سبب عرب دنیا عراق کے راستے خاک و خون کے سمندر میں غرق ہو رہی ہے اور مسلمان ہیں کہ وہ ہاتھوں پر ہاتھ دھرے بیٹھے ہیں ——— قرآن عزیز کے ایک محدود حصہ پر ان کا واجبی سا عمل ہے، باقی تمام حصہ متروک ہو کر رہ گیا ہے جن میں ایک یہ حکم بھی ہے جس میں جہاد کی تیاری اور سامان کی فراہمی کا ذکر و حکم ہے ——— ہم معمولی معمولی اسلحہ کے لئے غیروں کے محتاج ہیں اور ہماری صنعتیں

(باقی ۸ پر)

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

صلۂ رحمی : اسلام کا لازمی تقاضا ہے!

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی

بعد از خطبہ مسنونہ:

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :—

وَالَّذِيْنَ يَصِلُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ ..... اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عُقْبَى الدَّارِ۔

محترم حضرات و معزز خواتین! سورۂ رعد کی آیات ۲۱ اور ۲۲ آپ کے سامنے تلاوت کی گئیں ان آیات میں صلہ رحمی کا ذکر و تذکرہ ہے۔ اگلی بات سے قبل ترجمہ ملاحظہ فرما لیں:—

"جن قرابت کے رشتوں کو جوڑنے کا اللہ رب العزت نے انہیں حکم دیا ان کو جوڑے رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار سے ڈرتے رہتے ہیں اور بُرے حساب سے خوف کھاتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو پروردگار عالم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (مصائب پر) صبر کرتے اور نماز قائم کرتے اور جو مال ہم نے انہیں دیا اس میں سے پوشیدہ اور علانیہ خرچ کرتے ہیں اور نیکی سے برائی کو دور کرتے ہیں یہی لوگ ہیں جن کے لئے عاقبت کا گھر ہے"۔

ان آیات میں اللہ رب العزت نے چند چیزوں کا ذکر کیا جو ایک سچے، مخلص اور نجات کے مستحق شخص میں ہونی چاہئے۔ سب سے پہلے صلہ رحمی ہے — پھر اللہ رب العزت سے ڈرنے کا ذکر ہے اور اس کے بعد بُرے حساب سے خوف کا تذکرہ ہے جبکہ اگلی آیت میں صبر، اقامت الصلوٰۃ، علانیہ اور پوشیدہ خرچ کرنے اور برائی کو نیکی کے ذریعہ دور کرنے کا ذکر ہے۔ جس بندہ میں یہ خوبیاں ہوں گی اس کے متعلق فرمایا کہ اسے عاقبت کا گھر نصیب ہوگا یعنی وہ نجات پائے گا۔ صلہ رحمی کے متعلق قرآن عزیز میں اور بھی آیات ہیں لیکن ان کا ذکر کرنے سے قبل سورۂ رعد کی ان آیات میں ذکر شدہ چیزوں پر مختصر کلام ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ڈر اور بُرے حساب کا خوف

پہلی آیت میں صلہ رحمی کے علاوہ ان دو چیزوں کا ذکر ہے یعنی اللہ رب العزت کا ڈر اور بُرے حساب کا خوف — وجہ اس کی یہ ہے کہ اللہ رب العزت ساری مخلوق کے خالق ہیں ہر قسم کا نفع و نقصان ان کے قبضہ میں ہے۔ حضور علیہ السلام سے کہلوایا گیا کہ آپ لوگوں سے فرما دیں کہ میرے ہاتھ میں کوئی نفع نقصان نہیں بلکہ یہ سب چیزیں اللہ رب العزت کے قبضہ میں ہیں تو جب ہر چیز اس کے قبضہ میں ہے تو پھر ڈر اور امید بھی اسی سے وابستہ ہونی چاہئے۔ چنانچہ قرآن عزیز میں اللہ کے بندوں کی صفات کے ذکر میں اکثر جگہ اس کا اظہار ہے کہ وہ اپنے رب سے ڈرتے ہیں، جو دل اللہ رب العزت

کے ڈر کی آماجگاہ بن جاتا ہے اس میں پھر کسی دوسرے کا ڈر نہیں ہوتا اور یہی مطلوب ایمان ہے۔ بُرے حساب کا ڈر اللہ تعالیٰ کے ڈر سے ہی متعلق ہے کہ انسان یہ سوچے کہ میں آج اس دنیا میں رہتا ہوں اور یہاں مختلف کام کرتا ہوں ان سب کاموں کا ریکارڈ طیار ہو رہا ہے اور ایک دن یہ سب سامنے آئے گا هذا كتابنا ينطق عليكم بالحق — سورۂ جاثیہ میں فرمایا گیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہمارا طیار شدہ ریکارڈ تمہیں سب کچھ سچائی کے ساتھ بتا دیگا۔ کہ تم نے کیا کیا — اس موقع پر جن کے اعمال نامے اچھے ہوں گے وہ تو کامیاب و بامراد ہوں گے اور جن کے اعمالنامے اچھے نہ ہوں گے انہیں بڑے ہی المناک انجام سے دوچار ہونا پڑے گا۔ ایک مخلص مسلمان کا کام ہے کہ وہ اس بات سے مسلسل ڈرے اور اس کا اہتمام کرے کہ حساب کی گھڑی خیر سے پیش آئے کہ بُرا حساب بڑی مصیبت کا ذریعہ بنے گا اور کوئی اس وقت کام نہ آئے گا۔

صبر و صلاۃ وغیرہ

دوسری آیت میں ایک تو صبر کا ذکر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ خلاف طبع جو چیز پیش آئے اس کو آدمی برداشت کرے۔ گھر میں موت واقع ہو گئی۔ فصل میں نقصان ہو گیا، کھیتی باڑی برباد ہو گئی، تجارت میں خسارہ ہو گیا یہ سب چیزیں خلاف طبع ہیں۔ انسان کو قدرتی طور پر ناگوار محسوس ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہ معلوم ان میں کتنی مصلحتیں ہوتی ہیں؟ اس کا علم اللہ کو ہے واللہ يعلم وانتم لا تعلمون۔

سورۂ بقرہ میں فرمایا گیا جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر چیز کی مصالح کو اللہ جانتے ہیں، تم نہیں جانتے — جو لوگ صابر ہوتے ہیں انہیں اللہ تعالیٰ کی معیت و رفاقت نصیب ہوتی ہے ان اللہ مع الصابرين اور جسے اللہ تعالیٰ کی رفاقت نصیب ہو گئی وہ بڑا ہی خوش بخت اور خوش قسمت ہے۔

دوسری بات اقامت صلوٰۃ ہے جو ہر بالغ پر لازم ہے چاہے وہ مسافر ہو یا مقیم، بیمار ہو یا تندرست، مرد ہو یا عورت۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے حقوق میں سے سب سے پہلے اسی کا سوال ہوگا اور اسی کو حضور علیہ السلام نے دین کا ستون قرار دیا جس پر دین کی عمارت قائم ہے۔ اسے حضور علیہ السلام نے امت کے لئے معراج قرار دیا — پھر انفاق فی سبیل اللہ کا ذکر ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ اصل دینے والے تو ہم ہیں۔ بندہ جب پوشیدہ یا علانیہ ہماری راہ میں خرچ کرے تو اسے محسوس کرنا چاہئے کہ اس میں میرا کوئی کمال نہیں یہ تو اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے اور اس کی توفیق سے ہی میں اس کے راستہ میں خرچ کر رہا ہوں — قرآن نے واضح کیا کہ تم جو خرچ کروگے اس کا چند در چند معاوضہ تمہیں دیا جائے گا والله يضاعف لمن يشاء (البقرہ)

آخری بات ہے برائی کو نیکی کے ذریعہ دور کرنا — فی الحقیقت یہ بڑے لوگوں کا کام ہے اور اس پر بڑے ثمرات مرتب ہوتے ہیں سورہ حم السجدہ میں ہے کہ نیکی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی برائی کا نیکی کے ذریعہ دفعیہ کرو تو اس کے نتیجہ میں وہ شخص جو تمہارا دشمن ہے، جگری دوست بن جائیگا حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ جو تم پر ظلم کرے یا زیادتی کرے اسے معاف کر دو، جو توڑے اس سے جوڑو۔

صلہ رحمی

اب آئیں صلہ رحمی کی طرف جس کا آیات کی ابتدا میں اس طرح ذکر ہے کہ ان قرابت کے رشتوں

کے جواہر ریزوں سے ہند و پاکستان کی مفلس آبادی پھر مالا مال ہوگئی خستہ دلوں کو مرہم مل گیا اور شکستہ خاطروں کو پھر جمعیۃ میسر آگئی۔ ان اکابر کی معنوی برکتیں روحانی طاقتیں اور عرفانی کوشش جب جوش میں اٹدیں تو کبھی وہ درس قرآن و سنت کی صورت میں نمایاں ہوئیں جس کے سرخیل حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، امام انقلاب مولانا عبید اللہ سندھیؒ۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ۔ شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خاں جیسے ارباب علم تھے۔

کہیں وہ فیضان علم حدیث و درس حدیث کی شکل میں ظاہر ہوا جس کے قائد حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ، حضرت مولانا سید فخر الدین مراد آبادیؒ، حضرت علامہ محمد یوسف بنوریؒ اور حضرت مولانا مفتی محمودؒ جیسے اساطین امت تھے۔

کہیں انہیں روحانی برکتوں نے وعظ و نصیحت کی شکل اختیار کی جس کے رہنما امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مولانا احمد سعید دہلویؒ، مولانا حفظ الرحمن سیوہارویؒ، اور مولانا محمد علی جالندھریؒ جیسے حضرات تھے۔

کہیں اس فیضان نے درس و افتاء کی شکل اختیار کی جس کے امام مفتی عزیز الرحمن دیوبندیؒ، مفتی کفایت اللہ دہلویؒ، مفتی محمد حسن امرتسریؒ، مفتی محمد شفیع دیوبندیؒ اور مفتی مہدی حسن شاہجہان پوری جیسے افراد تھے۔

اور کبھی یہی فیضان روحانی تزکیۂ قلوب اور تصفیہ اخلاق کی شکل میں ظاہر ہوا جس کے حاملین میں حضرت مولانا خلیل احمد انبہٹویؒ ثم مدنیؒ، حضرت شاہ عبد الرحیم رائے پوریؒ، حضرت شاہ عبد القادر رائپوریؒ اور شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ شریک ہیں۔

ان تمام ہستیوں کے فیضان و کمالات کی حامل ایک ہی ہستی رہ گئی تھی یعنی شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ جو ایک ہی وقت میں عظیم مفسر، بے نظیر محدث، عدیم المثال عالم، بہترین مصنف اور کامیاب مفتی تھے۔ حقیقت یہ ہے کہ شیخ الحدیث جس طرح حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ کے نور نظر، حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی آنکھ کا تارا، حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی محبت و شفقت کا نمونہ، حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے حسن انتظام کا مرقع، حضرت مولانا خلیل احمد انبہٹویؒ کی حدیث فہمی کے امین، حضرت شاہ عبد الرحیم اور حضرت شاہ عبد القادر کے تقویٰ کے علمبردار اور شیخ الاسلام حضرت مولانا مدنیؒ کی فروتنی و خدمت گذاری کے نمونہ تھے۔ اسی طرح علماء، عوام اور خواص کی نگاہ میں قابلِ احترام ہستی تھے۔ ان کی تربیت سخت نگرانی میں ہوئی تھی جس کے نتیجے میں ان کا دل دنیا کی محبت سے خالی، مال و دولت سے متنفر اور جاہ و حشمت کی تمنا سے عاری تھا۔ وہ ہر شخص کی محبت کا مرکز تھے۔ افسوس کہ آپ جیسی ہمہ صفات ہستی مورخہ یکم شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء بروز دوشنبہ

شام پانچ بجکر چالیس منٹ پر یعنی ٹھیک ڈیڑھ گھنٹہ قبل مغرب مدینہ طیبہ میں ہم سے جدا ہوگئے۔ حرم شریف میں شیخ عبد اللہ زاحم امام مسجد نبوی نے نماز جنازہ پڑھائی۔ اور حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ ثم مدنی کی قبر شریف کے قریب جنت البقیع میں سپرد خاک ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

والد ماجد مولانا محمد یحییٰ کاندھلوی تھے جو حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے خادم خاص تھے، آپ کے چچا حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ تھے جو تبلیغ و دعوت کے سلسلہ کی تجدید کے بانی ہیں۔ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحبؒ کی پیدائش رمضان المبارک کی ۱۰، اور ۱۱ تاریخ کی درمیانی شب، شب پنجشنبہ بوقت عشاء قصبہ کاندھلہ میں ہوئی۔ تراویح کے بعد ان کے دولت کدہ پر مبارک باد دینے والوں کا بڑا ہجوم جمع ہوگیا۔

شیخ کا بچپن حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کی بابرکت صحبت میں گذرا۔ قرآن مجید، بہشتی زیور، فارسی کی ابتدائی کتب اور دینی رسائل اور اس نوع کی چند اور کتب مولانا الحاج شاہ محمد الیاس صاحبؒ سے پڑھیں۔ صرف میر، پنج گنج، فصول اکبری، کافیہ، مجموعہ اربعین، پارہ عم کا ترجمہ، نفحۃ الیمن (صرف باب ثالث) قصیدہ بردہ، قصیدہ بانت سعاد وغیرہ، والد محترم مولانا محمد یحییٰ صاحب نے پڑھائیں۔

مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور میں داخلہ ۱۳۳۱ھ مطابق ۱۹۱۱ء کو ہوا اور ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۷ء کو سند فراغت حاصل کی۔

آپ کے اساتذہ میں حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی تھانوی قدس سرہٗ، حضرت مولانا سید عبد اللطیف صاحبؒ، مولانا عبد الوحید صاحب سنبھلیؒ شامل ہیں۔ جن سے آپ نے مختلف علوم و فنون کی متفرق کتابیں پڑھیں۔ حدیث کی سند اور تعلیم حضرت مولانا محمد یحییٰ کاندھلویؒ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری ثم مدنیؒ حضرت مولانا ثابت علی صاحب سے حاصل کی۔

فراغت کے بعد جب کہ آپ کی عمر تئیس سال کی تھی یکم محرم الحرام ۱۳۳۵ھ کو مظاہر کے ابتدائی مدرس بنائے گئے اور اصول الشاشی و علم الصیغہ، مائۃ عامل منظوم، شرح مائۃ، خلاصہ نحو میر، نفحۃ الیمن، منیۃ المصلی، قال اقول، جیسی ابتدائی کتب سے تدریسی سلسلہ قائم ہوا۔ اس کے بعد درجہ وسطیٰ کی تمام کتب پڑھانے کے بعد رجب ۱۳۴۱ھ سے حدیث شریف کے اسباق آپ کے لئے تجویز ہونا شروع ہوئے۔ ۱۳۸۸ھ یعنی تقریباً نصف صدی تک بخاری شریف، ابو داؤد شریف کے اسباق آپ کے پاس ہوتے رہے۔ اس عرصہ میں سات سو انتالیس طلباء حدیث نے آپ کے سامنے زانوئے تلمذ طے کیا۔ ۱۳۴۶ھ میں حضرت اقدس مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی طرف سے مدینہ پاک میں اجازت و بیعت و خلافت سے نواز کر مظاہر علوم کے شیخ الحدیث اور مشیر ناظم مقرر کئے گئے۔ تیس ۳۰ ذی الحجہ ۱۳۷۲ھ میں سرپرست بنائے گئے۔ ۱۳۸۸ھ میں نزول آب کی وجہ سے درس حدیث بند کر دینا پڑا۔

کافی عرصہ سے مدینہ طیبہ ہجرت فرما لی تھی۔ ہند و پاکستان کے علاوہ دیگر ممالک بھی تشریف لے جاتے رہے۔

آپ کی کل تصانیف کی تعداد اٹھاسی ۸۸ ہے۔ بعض کتب ان میں ایسی ہیں جن کے پچاس پچاس ہزار ایڈیشن صرف ایک ہی ناشر کے یہاں طبع ہوئے بعض کتب ابھی تک تشنۂ طباعت ہیں آپ کی مندرجہ ذیل کتب طبع ہو کر مقبولیت عامہ حاصل کر چکی ہیں۔

۱۔ تاریخ مشائخ چشت۔ شیخ الحدیث صاحب نے اپنے شیخ سے لے کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تک جملہ مشائخ کے حالات قلمبند کئے ہیں۔ کل صفحات ۳۶۰۔

۲۔ خصائل نبویؐ۔ امام ترمذیؒ کہ شہرہ آفاق کتاب شمائل ترمذی کا سلیس اور با محاورہ ترجمہ۔ مقبول عام کتاب ہے۔

۳۔ فضائل قرآن۔ سلسلہ فضائل کا یہ پہلا رسالہ ہے۔ اس میں قرآن پاک کے فضل پر چالیس احادیث ہیں ہر حدیث کی مستقل تشریح اور مفصل توضیح کی گئی ہے۔

۴۔ فضائل رمضان۔ رمضان کی فضیلت پر مشتمل احادیث اور ان کا ترجمہ و تشریح تحریر کی گئی ہے۔

۵۔ فضائل تبلیغ۔ امر بالمعروف کے فضائل نہی عن المنکر کے ترک پر جو وعیدیں احادیث کے ذخیرہ میں مذکور ہیں ان میں سے چند حدیثیں نمونہ کے طور پر اس رسالہ میں جمع کر کے عامۂ مسلمین کو اس اہم فریضہ کی جانب متوجہ کیا ہے۔

۶۔ حکایات صحابہؓ۔ یہ کتاب حضرت مولانا شاہ عبد القادر رائے پوریؒ کی تعمیل ارشاد میں تالیف کی گئی ہے۔

۷۔ فضائل نماز۔ نماز کی اہمیت اور اس کے فضائل اس کے ترک پر وعیدیں اور نماز میں خشوع و خضوع وغیرہ کے متعلق چالیس حدیثیں۔

۸۔ فضائل ذکر۔ موضوع اور مضمون دونوں نام سے ظاہر ہیں۔

۹۔ فضائل حج۔ یہ کتاب حج و عمرہ کے آداب و فضائل اور بزرگان دین کے بہت سے واقعات پر مشتمل ہے۔

۱۰۔ فضائل صدقات۔ جس میں راہِ خدا میں خرچ کرنے کے فضائل، بخل کی مذمت، صلہ رحمی کا اہتمام، زکوٰۃ کا وجوب اور اس کے ادا نہ کرنے پر سخت وعیدیں، زہد و قناعت کے واقعات کو بڑی تفصیل سے تحریر کیا گیا ہے یہ کتاب دو حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا اغنیاء کے لئے موجب اصلاح ہے اور دوسرا حصہ علماء کے لئے ذریعۂ عبرت ہے۔

۱۱۔ اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک۔ مؤطا امام مالک کی تمام سابقہ شروحات سے کہیں درجہ فائق، ہر مسئلہ پر سیر حاصل بحث اور ہر حدیث پر مستقل کلام، حنفیہ کے دلائل اور خود مسلک مالکیہ کی جا بجا وضاحت، ان سب کے علاوہ حل مفردات، الفاظ مشکلہ کی توضیح، عبارت و مطلب کی شرح بڑی عرق ریزی سے کی گئی ہے۔ حضرت مولانا عبد الحفی صاحب دائمی مدظلہ، ناظم کتب خانہ وقف دار العلوم

کراچی نے بیان فرمایا کہ مکہ مکرمہ کے ایک زبردست مالکی عالم محمد المالکی علوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری مدظلہٗ اور میرے سامنے فرمایا کہ شیخ الحدیث نے امام مالک کی مؤطا کی جو خدمت کی ہے وہ مالکی علماء نے بھی نہیں کی۔

۱۲۔ الکوکب الدری۔ یہ حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی نور اللہ مرقدہٗ کے ان درسی افادات کا مجموعہ ہے۔ جن کو حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحبؒ نے دَوران درس عربی میں قلمبند فرمایا تھا۔ اور بعد میں حضرت شیخ الحدیث نے اپنے بیش بہا حواشی و تعلیقات سے اس کو مزیّن فرمایا۔

۱۳۔ لامع الدراری علیٰ جامع البخاری۔ یہ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ کے درسی افادات کا بیش بہا خزانہ ہے جس پر حضرت شیخ نے حواشی تحریر فرمائے ہیں۔

۱۴۔ تاریخ مظاہر۔ عالم اسلام کی دینی اور اصلاحی درسگاہ۔ جامعۃ مظاہر علوم کے ابتدائی پچاس سالہ حالات اور تدریجی ترقیات کا تفصیلی جائزہ۔

۱۵۔ الاعتدال فی مراتب الرجال۔ مسلم لیگ اور کانگریس کے شدید اختلافی دَور میں یہ کتاب تالیف کی گئی اس کتاب نے ہر دو فریق کے درمیان بڑی ہم آہنگی پیدا کی۔ اور اخوت اسلامی کی بڑی راہیں ہموار کرائیں۔ اس کتاب کا ضمیمہ حضرت شیخ الحدیث کے حکم سے مولانا محمد عاشق الٰہی نے تحریر فرمایا ہے۔ جس میں حضرت مدنیؒ اور حکیم الامت تھانویؒ کے باہمی تعلقات محبت و مودت اور ایک دوسرے کا اکرام و احترام اور باہمی اختلافات کی نوعیت تحریر کی گئی ہے۔

۱۶۔ اختلاف الائمہ۔ جس میں ائمہ اربعہ کے درمیان پیدا ہونے والے اختلافات کی وجوہ بڑے مؤثر اور عمدہ پیرایہ میں لکھی گئی ہے۔

۱۷۔ دہلی کی تبلیغی جماعت پر اعتراضات اور ان کے مفصل جوابات۔ کتاب کا مقصد ان غلط فہمیوں کو دُور کرنا ہے جو تبلیغی جماعت کی بابت ذہنوں میں موجود ہیں۔

۱۸۔ الابواب والتراجم للبخاری۔ صحاح ستہ میں بخاری شریف کو جس منفردانہ حیثیت سے دیکھا جاتا ہے اس سے کہیں زاد اہمیت اس کے تراجم کو حاصل ہے اور الحمد للہ یہ علمی سلسلہ بھی حضرت شیخ کے فیوضات جاریہ میں شامل ہو گیا۔

۱۳۳۵ھ میں حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ نے آپ سے ابو داؤد کی شرح لکھنے کا ارادہ ظاہر کیا تو عرض کیا:

"ہاں حضرت ضرور شروع فرمائیں

و نیز یہ بھی عرض کیا کہ حضرت یہ میری دُعا کی قبولیت کا ثمرہ ہے۔"

حضرت نے فرمایا یہ کیا؟ عرض کیا کہ والد صاحب (مولانا محمد یحییٰ صاحب کاندھلویؒ) نے جب مجھے مشکوٰۃ شریف شروع کرائی تو بڑے اہتمام سے غسل فرما کر دو رکعت نفل پڑھ کر شروع کرائی تھی اور بسم اللہ پڑھانے کے بعد دیر تک قبلہ رو طویل دعا مانگی تھی اس کا تو مجھے علم نہیں کہ کیا دعا مانگی تھی مگر میں نے اس وقت صرف ایک دعا دیر تک کی تھی کہ "بار الٰہا اب مجھ سے حدیث شریف کا مشغلہ ترک نہ ہو" میں اس دُعا کو از قبیل محالات سمجھ رہا تھا کیونکہ مدارس کا طرز یہی ہے کہ فارغ التحصیل طلبہ کو ابتداء سے درجہ بدرجہ کتابوں کا پڑھانا ہوتا ہے اور برسوں کے بعد حدیث کا درس دینے کی نوبت آتی ہے پھر یہ کیسے ہو سکتا تھا کہ مجھے شروع میں حدیث کا سبق مل جاتا۔ پس مراد پوری ہونے کی کوئی صورت تو سمجھ میں نہ آتی تھی مگر دعا یہی کرتا تھا۔ سو اس سے بہتر کیا کہ حضرت شرح ابی داؤد شروع فرمائیں اور میں کتابوں کی تلاش اور تتبع اقوال و معانی میں لگا رہوں۔

بہرحال آپ بذل المجہود کی تالیف میں برابر شریک رہے اور اس کے لئے بہت کام کیا گویا کہ اس کی تالیف میں آپ برابر کے شریک ہیں۔ آپ کا تبحر فی الحدیث کس درجہ کا ہے۔ اس کے لئے صرف اتنا ہی اشارہ کافی ہے کہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ نے آپ کو شیخ الحدیث کا خطاب عنایت فرما کر اپنے مدرسہ مظاہر علوم کا شیخ الحدیث بنایا اور فرمایا۔

"ماشاء اللہ مولوی زکریا اس خطاب

کے اہل ہیں اور میں خوب جانتا ہوں کہ حدیث میں ان کو کتنا تبحر حاصل ہے۔"

یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ پدر بزرگوار بھی شیخ الحدیث اور فرزند ارجمند بھی شیخ الحدیث۔"

~ ایں سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

بذل المجہود کی طباعت کی ذمہ داری بھی حضرت شیخ الحدیث کے سپرد تھی۔ آپ نے اس کی طباعت بھی اسی والہانہ انداز سے کرائی جس والہانہ انداز سے اس کی تالیف میں شرکت کی تھی اس کے ایک حصہ کو چھوڑ کر بقیہ حصّوں کی طباعت آپ ہی نے کرائی۔ خود ہی اس کی کاپیاں لے کر دہلی جایا کرتے تھے۔

آپ نے ارشاد فرمایا:۔

"میں رات بارہ بجے تک کاپیوں کی تصحیح کر کے جب فارغ ہوتا تو رات کی گاڑی سے دہلی جایا کرتا تھا یہاں سے اسٹیشن پیدل ہی جاتا۔ ان دنوں میں اسٹیشن کے قریب جنگل اور سنسان میدان تھا صبح کو جب ہندوستانی پریس دہلی پہنچتا تو اس کا مالک اگرچہ ہندو تھا مگر وہ اتنا خیال کرتا تھا کہ مجھے دیکھتے ہی سب کام بند کرا دیتا اور تین چار دن میں بذل کی کاپیاں چھاپ کر حوالہ کر دیتا تھا۔ ایک مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ گاڑی میں بھیڑ بہت تھی ایک ڈبہ میں سکھ ہی سکھ بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے مجھے ڈبہ میں بیٹھنے کو جگہ نہ دی تو وہاں ایک سکھ لڑکے نے مجھے اپنے پاس جگہ دی اور کہا مولوی صاحب! میں آپ کو اٹھارہویں مرتبہ دلی آتے جاتے اس گاڑی سے دیکھ رہا ہوں۔"

غرضیکہ حضرت شیخ الحدیث صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت محنت کے ساتھ اس کتاب کی طباعت کرائی اور اس طرح اسلامی علوم کے فن حدیث میں یہ بے مثل شرح وجود میں آئی۔ حقیقت یہ ہے کہ شرح اگرچہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب قدس سرہٗ کا ایک بہت بڑا کارنامہ ہے لیکن حضرت شیخ الحدیثؒ بھی اس میں برابر کے شریک ہیں۔

شیخ الحدیث جملہ اوصاف و کمالات کے حامل تھے۔ ان کی ذات میں رشیدی اخلاق و اوصاف بھی تھے، ان میں حضرت مولانا محمد الیاس صاحبؒ کی دینی تبلیغ و اشاعت کی تڑپ بھی تھی۔ ان میں دین اور ارباب دین کی سی بصیرت بھی تھی ان کے سبب لاتعداد افراد کو ہدایت نصیب ہوئی، ہزاروں مدرسے قائم ہوئے، سینکڑوں عالم پیدا ہوئے اور کئی خانقاہیں وجود میں آئیں۔

ان کے پاس وہ بے قرار دل تھا جو اسلام اور مسلمانوں کی ہر مصیبت کے وقت بے تاب ہو ہو جاتا تھا اور اوروں کو بے تاب کرتا تھا۔ وہ اشک آلود آنکھیں جو دین و ملّت کے ہر ماتم میں آنسوؤں کا دریا بن جاتی تھیں۔

حضرات علماء کے طبقہ میں ان کی ذات ہر حیثیت سے قابل فخر تھی۔ جماعت علماء میں یہی ایک ہستی تھی جس کو زندگی کے ایک لمحہ میں بھی سکون و چین نہ تھا۔ ہر وقت و ہر نفس ان کو کام کی ایک دھن لگی ہوئی تھی جس کے پیچھے آرام چین، اہل و عیال، اور جان و مال ہر چیز قربان تھی۔

وہ وسعت نظر، قوت حافظہ اور کثرت حفظ میں اس عہد میں بے مثال تھے۔ علوم حدیث کے حافظ اور نکتہ شناس، زہد و تقویٰ میں کامل تھے۔ ان کی زندگی سادہ تھی اور ہمیشہ سادہ رہی۔

کاندھلہ ضلع مظفر نگر کا ایک مردم خیز مشہور قصبہ ہے جہاں بہت سے باکمال، اہل علم، علماء، صلحاء، مشائخ پیدا ہوئے۔ شیخ بھی اسی قصبہ میں پیدا ہوئے اور یہاں کے بزرگوں کے مستند و معتبر خانوادہ کے چشم و چراغ تھے۔ ان کا خاندان صوفیہ کا مجمع تھا۔ آپ نے اہلِ تصوف کی گودوں میں پرورش پائی اور پروان چڑھے اور عمر بھر اسی رنگ میں رہے اور یہی رنگ ان پر غالب تھا۔

شیخ الحدیث صاحبؒ، دور اندیش، نیک باطن، سادہ مزاج، خوش اخلاق اور متقی و پرہیز گار تھے وہ ہر طرح کی تکلیف جھیلتے رہے، کوئی نماز ترک نہیں ہوئی اور صبر و شکر کا دامن ایک لمحہ کے لئے ہاتھ سے نہیں چھوٹا۔ اس علم و فضل پر بے حد منکسر، بے حد خاکسار، بے حد متواضع، اتباع سنت اور پابندی شریعت میں ممتاز تھے ان کی نماز خضوع و خشوع اور سکون و طمانیت کی تصویر ہوتی تھی۔

بھائی شوکت صاحب راوی ہیں ایک مرتبہ مدینہ طیبہ میں حضرت مولانا عبداللہ درخواستی صاحب مدظلہٗ نے فرمایا کہ آج شیخ الحدیث صاحب کی زیارت کے لئے جانا ہے۔ لیکن عصر کی نماز کے بعد کچھ ایسی مجبوری نکل آئی کہ وہاں نہ جاسکے دوسرے دن پہنچے تو شیخ نے مولانا درخواستی کا بہت اکرام کیا اور فرمایا کہ آپ کے انتظار میں کل سے ہماری چائے ٹھنڈی ہورہی ہے۔ یہ بھی فرمایا کہ میں کھڑے ہوکر آپ کا استقبال کرتا لیکن مجبوری کے سبب ایسا نہ کرسکا اس کا قصہ بیان فرمایا کہ مدینہ طیبہ ہی میں ایک رات مجھے سخت پیشاب کی حاجت ہوئی کوئی آدمی قریب نہ تھا۔ میں خود اُٹھ کر چلا اوپر کا جسم بھاری ہونے کی وجہ سے ٹانگیں لڑکھڑا گئیں اور گرنے سے کولھے کی ہڈی ٹوٹ گئی۔ اب میں کھڑا نہیں ہوسکتا۔ اس کے بعد شیخ الحدیث نے اپنے سر سے ٹوپی اتاری اور مولانا درخواستی سے فرمایا کہ میرے سر پر ہاتھ پھیر دیں۔ اس کے بعد خدام کو حکم دیا کہ حضرت درخواستی کی خدمت میں کیلے اور چائے پیش کریں۔ حضرت درخواستی نے عرض کیا کہ میرے ساتھ چند ساتھی ہیں اور میں ان کے بغیر نہیں کھا سکتا۔ شیخ نے آواز دی کہ درخواستی صاحب کے ساتھی بھی آجائیں اور اس طرح چائے اور کیلوں میں سب شریک ہوئے۔ اور وہاں سے رخصت ہوئے۔

اس واقعہ سے جہاں مولانا درخواستی کی عظمت کا پتہ چلتا ہے حضرت شیخ کی عاجزی، انکساری اور فروتنی کا بھی بخوبی اندازہ ہوتا ہے دوسرے یہ کہ قلب کی وسعت اور فراخی کا بھی اندازہ ہوتا ہے کہ شیخ کسی کی عظمت و کمال کا کسقدر اعتراف فرماتے تھے۔

ایسا ہی ایک اور واقعہ شیخ کی عظمت اور احترام آدمیت کا گواہ ہے۔ ایک مرتبہ دارالعلوم میں تشریف لائے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ جو خود بھی انتہائی منکسر المزاج اور متواضع تھے اور اپنے اکابر و اصاغر کے ساتھ محبت و احترام کا معاملہ فرماتے تھے۔ حضرت شیخ سے عمر میں بڑے تھے لیکن اپنی طبعی عاجزی و انکساری کے سبب دارالافتاء کے چبوترے پر ایک صوفہ رکھوا دیا اور شیخ کو اس پر بٹھا دیا تاکہ لوگ شیخ کی زیارت کرلیں اور مصافحہ کی سعادت حاصل کرلیں۔ اور خود مفتی صاحبؒ اس صوفے کے برابر کھڑے ہوگئے۔ حضرت شیخ الحدیثؒ جیسی عظیم ہستی اس انداز کو کیسے پسند کرسکتی تھی۔ حضرت مفتی صاحبؒ کو بہت اصرار سے کہا کہ اگر آپ کھڑے رہیں گے تو میں بھی کھڑا ہو جاؤں گا۔ بالآخر مجبور ہوکر مفتی صاحبؒ نے دوسرا صوفہ منگوایا اور اس پر تشریف فرما ہوئے۔ جب حضرت شیخ الحدیث کو سکون ہوا۔

اس واقعہ سے یہ بات پوری طرح واضح ہوگئی کہ اہل علم و کمال باہم ایک دوسرے کا کس قدر احترام کرتے ہیں۔ اور ایک دوسرے کی عزت میں ذرا کمی محسوس ہو تو فوراً اس کا تدارک کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حقیقت یہی ہے جس کی حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ کے چند اشعار تصدیق کرتے ہیں۔

کبھی یہ جگہ منزل اولیاء تھی
فرشتوں کی محفل تھی بزم ہدیٰ تھی
یہ مسکن تھی اک دن حکیم امم کا
ہوا اس کی ہر اک مرض کی دوا تھی
یہ چھوٹی سی بستی یہ چھوٹی سی مسجد
یہ چھوٹی سی مجلس خدا جانے کیا تھی
منور ہوا جس سے عالم دوبارہ
مجدد کی مجلس تھی نور خدا تھی

یہ اشعار اگرچہ حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہ امدادیہ تھانہ بھون کی بابت تھے لیکن شیخ الحدیثؒ کی ذات والاصفات بھی انہی خوبیوں کا مجموعہ تھی۔

ایک مرتبہ سہارنپور کی کسی مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ اذان ہونے لگی۔ ہندوؤں نے عدالت کا دروازہ جا کھٹکھٹایا اور درخواست دی کہ مسلمان مسجد میں لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ پانچ وقت اذان دیتے ہیں جس کے سبب ہمارے بچے ڈرتے ہیں لہٰذا لاؤڈ اسپیکر کے ذریعہ سے اذان نہ ہو اسے بند کرایا جائے۔ مجسٹریٹ نے گواہی کے لئے شیخ الحدیث کو طلب کیا آپ تشریف لے گئے۔ مجسٹریٹ نے تمام بات آپ کے گوش گذار کی اور دریافت کیا کہ

کیا یہ حقیقت اسی طرح ہے اور اذان ایسی چیز ہے جس سے بچے ڈر جائیں۔ شیخ نے فرمایا:

ہاں بالکل سچ ہے۔ ہمارے ایمان اب بہت کمزور ہوگئے ہیں جس کے سبب صرف ان کے بچے ڈرتے ہیں۔ ماضی میں جب مسلمانوں کے ایمان پختہ تھے اس دور میں تو اذان اور نعرۂ تکبیر سے اہل کفر کے دل دہل جاتے تھے۔ یہ سچ کہتے ہیں آپ اذان لاؤڈ اسپیکر پر موقوف کرادیں۔ شیخ کی اس حقیقت پسندانہ بات سے مجسٹریٹ بہت خوش ہوا اور اس نے مسلمانوں کو مسجد میں لاؤڈ اسپیکر پر اذان دینے کی اجازت دے دی۔ یہ حضرت شیخ کی سچائی اور حق پسندی و حق گوئی کی برکت تھی کہ ایک غیر مسلم بھی آپ کی بات سے متاثر ہوا۔

ایک دفعہ مکی مسجد گارڈن روڈ تشریف لائے دوپہر کا وقت تھا۔ پروانے دیدار کے لئے بے چین تھے۔ اسی دوران منتظمین نے آپ کی چارپائی صحن میں بچھا دی اور شیخ کو اس پر بٹھا دیا تاکہ ہر شخص بآسانی زیارت سے مشرف ہوسکے۔ لیکن آپ کے گرویدہ پروانے صبر نہ کرسکے اور مصافحے کے لئے تگ و دو ہونے لگی یہاں تک کہ مجمع کا قابو میں کرنا مشکل ہو گیا۔ مجبوراً شیخ کو اندر پہنچا دیا گیا۔ وہاں شیخ نے فرمایا کہ ہمارے یہاں کے لوگ اسقدر جذباتی ہیں کہ ہاتھ ملانے اور مصافحہ کرنے کو بہت اہمیت دیتے ہیں حالانکہ اگلے کی راحت کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس پر ایک قصہ بیان فرمایا کہ حجاز جاتے وقت راستہ میں کسی مقام پر جہاز ٹھہرا تو چند آدمی جہاز پر چڑھ آئے۔ اور نام پوچھا اور اُتار کر ایک جگہ لے گئے وہاں بہت سے لوگ جمع تھے بہت بڑا مجمع تھا مجھے ایک بلند جگہ پر بٹھا دیا گیا۔ ایک بزرگ عالم بھی وہاں تھے کچھ لوگ مصافحہ کے لئے آگے بڑھے ان عالم صاحب نے ہاتھ کے اشارہ سے منع کیا اور کہا کہ اپنی جگہ بیٹھ کر دیکھو۔ کچھ دیر کے بعد وہاں سے واپس اسی جہاز میں پہنچا دیا گیا۔ لیکن ان لوگوں کا طریقہ دیکھ کر بہت خوشی ہوئی کہ ایک عالم کے اشارے پر سب دم بخود بیٹھے رہے اور ایک یہاں کے لوگ ہیں کہ کتنا ہی انہیں کہو لیکن جب تک مصافحہ نہیں کرلیں گے انہیں صبر نہیں آئے گا۔ اگر مجمع کم ہو تو مصافحہ میں کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر مجمع بہت بڑا ہو تو مصافحہ نہ کرنا بہتر ہے تاکہ مہمان کو تکلیف نہ پہنچے۔

ایک مرتبہ مدرسہ عربیہ اسلامیہ (جامعۃ العلوم الاسلامیہ جامع مسجد بنوری ٹاؤن) نیو ٹاؤن کراچی میں تشریف لائے۔ حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب رحمۃ اللہ علیہ ساتھ تھے۔ اس زمانہ میں شیخ الحدیث صاحبؒ اپنے پاؤں پر چلتے تھے کسی سہارے کی ضرورت نہ تھی۔ بڑے بڑے مالدار کاروں والے چشم براہ تھے کہ حضرت شیخؒ ہماری گاڑی میں تشریف رکھیں۔ شیخ نے مولانا محمد یوسف صاحبؒ سے فرمایا کہ کدھر کو چلے ہے حضرت جی نے اشارہ فرمایا اور ایک کار میں جاکر تشریف فرما ہوگئے۔

یہ سب کچھ شیخ کے تعلق مع اللہ کی برکت تھی، اتباع سنت کا کمال تھا جس کے سبب ہزاروں آدمی شیخؒ کی خدمت کرنا اپنی سعادت سمجھتے تھے۔ اللہ تعالےٰ الشیخ کی قبر پر دائمی رحمتوں کی بارش برسائے اور ہم سب کو نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

ے ترے انجام برزخ کا پتہ آغاز دیتا تھا
ترا مستقبل تاباں تجھے آواز دیتا تھا



"اے بیٹے! اگر تیرے پاس علم کا پھل اور اس کی برکت ہوتی تو تُو بادشاہوں اور امیروں کے دروازوں پر خواہش نفسانی کے واسطے ہرگز آمد و رفت نہ کرتا"

"اے بیٹے! تجھ کو چاہیئے کہ گنگی اور خاموشی تیرا طریقہ ہو۔ اور گمنامی تیرا لباس اور لوگوں سے بھاگنا تیرا اصل مقصود ہو!"

"اے بیٹے! کوشش کر اس بات کی کہ تو مظلوم و عاجز بن اور سخت اور جابر نہ بن"

(نصائح غوث اعظمؒ)

محمد ازہر، مدیر "الخیر" خیر المدارس، ملتان

جو کہئے تو گلا ہوتا ہے

حضرت مدنی قدس سرہٗ اور دیگر زعمائے ملت کے خلاف سوقیانہ زبان کا استعمال "نوائے وقت" کے علاوہ مسلم لیگ کے اصاغر و اکابر کا بھی معمول اور شیوہ رہا ہے (الا ماشاء اللہ) اس کے جواب میں ان بزرگوں کے معتقدین نے جو طرز اختیار کیا ظاہر ہے کہ وہ مدافعانہ تھا۔ اور انہوں نے اس "غوغائے رقیباں" سے حتی الامکان پہلو بچانے کی کوشش کی۔ مگر اقتدار کا نشہ خطرناک ہوتا ہے۔ بالخصوص جب اس کے ساتھ تکبّر و غرور نفس بھی شامل ہو۔ مسلم لیگ کو یہ زعم اور اس پر فخر تھا کہ وہ پاکستان کی خالق ہے۔ اور اس سے سرِمو اختلاف رکھنے والے گردن زدنی ہیں۔ بانیٔ پاکستان اور ان کی سیاست سے اختلاف کو قوم و ملت حتیٰ کہ عملاً دین سے بغاوت قرار دیا۔ خود غرض افراد نے مسلم لیگ کی سنجیدہ قیادت اور علماء کی اس مقتدر جماعت کے درمیان خلیج کو وسیع کرنے میں اپنے مفادات کا تحفظ دیکھا ــــ نوائے وقت کا طرزِ عمل اس فکر و نظر کا غمّاز ہے۔ جس کے تحت حضرت مدنیؒ اور ان کے اکابر اور رفقاء کو گالی دینا اور ان پر الزام تراشنا معیوب نہیں، مستحسن ہے۔

اختلاف آراء سیاسیات کا جزو لازم ہے۔ لیگ کے ساتھ حضرت مدنیؒ اور مجلس احرار اسلام کے علاوہ مسلمان جماعتوں میں مؤمن کانفرنس، مسلم مجلس، خاکسار تحریک، یونی نسٹ پارٹی اور کرشک پرجا پارٹی نے بھی دل کھول کر اختلاف کیا۔ آج باقی سب کے جرم معاف ہو چکے ہیں مگر حضرت مدنیؒ، امیرِ شریعتؒ اور حضرت لاہوریؒ کی خطا معاف ہونے میں نہیں آتی۔

ان اکابر کا قصور صرف یہی تھا کہ وہ انگریز دشمنی میں کھرے اور مخلص تھے۔ دین میں رواداری کے قائل نہ تھے۔ دیانتداری سے مسلم لیگ کے ساتھ اختلاف کیا اور بلند ہمت انسانوں کی طرح قوم کے فیصلے کو قبول کر لیا۔ حضرت مدنیؒ ہندوستان میں رہ گئے۔ لیکن تاریخ کا ایک حرف بھی ایسا پیش نہیں کیا جا سکتا جو انہوں نے قیام پاکستان کے بعد پاکستان یا بانیٔ پاکستان کے خلاف کہا ہو۔ بلکہ وہی مسلم لیگی جنہوں نے سرحد کے دَورے سے واپسی پر جالندھر اسٹیشن پر مولاناؒ کو بے عزت کیا تھا۔ ان کی پگڑی اتاری، طمانچے مارے اور گالیاں دی تھیں۔ تقسیم کے وقت مولاناؒ انہی کے مال و جان اور عزت کی حفاظت کے لئے تگ و دو کرتے پھرتے تھے۔ لیگی حضرت کے پاس آتے تو آپؒ ان کے ساتھ جا جا کر ان کی تکالیف کا ازالہ کرتے۔ پاکستان چلے آنے کی پیشکش پر اس بے نفس درویش نے کہا کہ "میں ہندوستانی مسلمانوں کو اس بے سروسامانی اور دہشت اور قتل و غارتگری میں چھوڑ کر نہیں جا سکتا اور جسے اپنا جان و مال عزت و آبرو دین اور دنیا یہاں کے مسلمانوں پر نثار کرنی ہو وہ یہاں ٹھہرے اور جس کو تحمل نہ ہو وہ ضرور چلا جائے"۔ اس کے برعکس لیگیوں نے آزادی سے پہلے اور بعد مولاناؒ کی شخصیت، نیک نفسی اور دیانت کو متعدد بار موضوعِ بحث بنا کر ان سے تعلق رکھنے والے لاکھوں عقیدت مندوں کی دل آزاری کی ہے۔

"نوائے وقت" کے متذکرہ حالیہ مضمون میں ایک بار پھر حضرت مدنیؒ پر کانگریس کا ایجنٹ ہونے اور اس سے روپیہ وصول کرنے کا بہتان باندھا گیا ہے۔ جو حضرت مدنیؒ کی شان میں گستاخی کے علاوہ مسلم لیگ کی مرکزی

قیادت پر بھی دروغ گوئی اور موقع پرستی کے الزام کے مترادف ہے۔

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ، بانیٔ پاکستان کے معتمد علیہ رفیق تحریک پاکستان کے نامور قائد اور مسلم لیگ کے چوٹی کے رہنماؤں میں شمار ہوتے ہیں۔ ہم نہیں سمجھتے علامہ مرحوم نے کبھی سیاسی یا ذاتی تعلقات و مفادات کی خاطر غلط بیانی سے کام لیا ہو۔ واقعہ یہ ہے کہ ان کے شخصی وقار، علمی وجاہت اور بے نظیر خطابت نے مسلم لیگ کو زمین سے اٹھا کر آسمان تک پہنچا دیا تھا۔

علامہ عثمانی مرحوم نے ۳۰، ۳۱ دسمبر ۴۵ء کو مسلم لیگ کانفرنس میرٹھ میں ایک تاریخی خطبۂ صدارت ارشاد فرمایا۔ کانگریس اور اس کی ہمنوا جماعتوں پر کڑی تنقید کی۔ مسلم لیگ کے موقف کو مضبوط دلائل سے مُبرہَن کیا اور فرمایا کہ ہماری جنگ شخصیتوں کی جنگ نہیں اصول کی جنگ ہے۔ نیز یہ کہ متحدہ قومیت کے علمبرداروں کو ووٹ دینا ہندو کانگریس ہی کو ووٹ دینا ہے۔ لہٰذا مسلم لیگ کی حمایت کرنا اور اس کے امیدواروں کو ووٹ دینا ہی مفید ہے۔ یہی وہ خطبہ ہے جس کے اثر سے مسٹر لیاقت علی خان متحدہ ہندوستان کے مرکزی الیکشن میں یو۔پی کی ایک نشست سے میرٹھ میں کامیاب ہوئے اور اس کا اعتراف بھی کیا۔ مگر اس تاریخی خطاب میں مسلم لیگ کے سٹیج پر عمائدینِ جماعت کی موجودگی میں علامہ عثمانیؒ نے متحدہ قومیت کے نظریئے پر کڑی تنقید کے باوجود فرمایا کہ "جہاں تک مولانا حسین احمد مدنیؒ کی دیانت کا تعلق ہے وہ ہر قسم کے شک و شبہ سے بالا ہے۔ مولاناؒ کا دامن ہر قسم کی آلائش سے پاک ہے۔ اور ہمارا ان سے اختلاف سیاسی ہے"۔

اگر علامہ عثمانیؒ مسلم لیگ کے سربر آوردہ لیڈر اور مسلم لیگ کے سٹیج کی کوئی اہمیت اور مقام ہے۔ تو ان اتہام تراشوں کو یقین کرنا چاہیئے کہ علامہ عثمانی نے یہ بات کسی سے مرعوب ہو کر نہیں، بیان واقعہ کے طور پر فرمائی تھی۔ اگر وہ سچے تھے اور یقیناً سچے تھے تو پھر "نوائے وقت" اور اس کے مضمون نگار کو مولانا مدنیؒ کو کانگریس کا ایجنٹ اور اس کا تنخواہ دار لکھتے ہوئے خدا کا خوف، آخرت کا ڈر اور مخلوق کی شرم دامنگیر ہونی چاہیئے تھی۔

پاکستان بنانے والے اور ان سے اختلاف رکھنے والے سب قبروں میں جا چکے ہیں۔ اور آج پاکستان کے تمام غیور شہری مادرِ وطن کو اپنی عزت و ناموس اور جان سے زیادہ عزیز سمجھتے ہیں۔ اب پرانے سیاسی اختلافات کو چھیڑنا بے وقت کی راگنی ہے۔ ممکن ہے ایسا کرنے والوں کے نزدیک یہ مصلحت ہو کہ عوام کے ذہن کو ان چیزوں میں الجھایا جائے تاکہ خدا اور رسولؐ کے نام پر کئے گئے وعدہ سے انحراف اور عہد شکنی پر کوئی یہ نہ کہہ دے کہ مسلم لیگ نے قیام پاکستان کے وقت دین اور مذہب کے نام کو استعمال کیا ہے۔ اور اسلام کا نعرہ سیاسی مصلحت اور وقتی تقاضا تھا۔ اور یہ جرم بانیانِ پاکستان پر عائد نہیں ہوتا۔ تو ان کے جانشین کسی صورت میں بھی اس سے بری نہیں۔ لیکن یہ واضح ہے کہ حضرت مدنیؒ پر الزام تراشی سے مسلم لیگ کے اس جرم کی صفائی نہیں ہو سکتی۔ اور آج اگر لوگوں کی زبانیں بند بھی کر دی گئیں تو کل احکم الحاکمین کی عدالت عالیہ میں یہ استغاثہ ضرور پیش ہوگا۔ کہ مسلم لیگ نے کلی اور جزوی طور پر برسرِ اقتدار رہنے کے باوجود نفاذِ اسلام سے پہلوتہی اور مسلمانوں سے عہد شکنی کی تھی۔

باقی عند اللہ کس کا کیا مرتبہ ہے؟ یہ پردہ اسی دن اُٹھے گا جس دن مخلوق کی تعریف و توصیف کی بجائے زادِ عمل کام آئے گا۔ کھرے کھوٹے اور مخلص غیر مخلص کا نکھار ہوگا۔ نیک و بد کا امتیاز ہوگا۔ جس دن بُروں کا نیکوں سے بڑھنا تو کجا، برابر ہونا بھی ناممکن ہوگا۔

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَھُمْ کَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَوَآءً مَّحْیَاھُمْ وَمَمَاتُھُمْ سَآءَ مَا یَحْکُمُوْنَ۔

منشیات کے استعمال کے بارے میں قرآن وسُنّت کے احکام

- ہیروئن ایک عالمگیر وبا — اقوام عالم کے لئے ایک سنگین خطرہ
- مختلف ممالک میں ہیروئن استعمال کرنے والوں کے اعداد وشمار کا ایک جائزہ

تحریر: مولانا اشرف علی قریشی، مہتمم جامعہ اشرفیہ پشاور

آج اقوامِ عالم بے راہ روی کا شکار ہیں، جہاں دنیا نے مادی طور پر ترقی کی منازل طے کی ہیں وہاں اس بات سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ روحانی طور پر انسانیت تنزل کے اتھاہ اندھیروں میں بھٹک رہی ہے، آج سارا عالم طمانیت وسکون کی تلاش میں پریشان وسرگرداں ہے، کوئی تو نشہ آور اشیاء کا استعمال کر کے سکون حاصل کرنا چاہتا ہے، اور اسی میں اپنی صحت اور اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھتا ہے، ظاہر ہے کہ سکون وطمانیت "ہیروئن" شراب، چرس اور افیون وغیرہ کے استعمال میں نہیں مل سکتی۔ ہادئ برحق محسنِ انسانیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے رب العزت کا یہ فرمان سُنایا ہے کہ دِلوں کا اطمینان وسکون اللہ تعالےٰ کے احکامات کی پیروی میں مضمر ہے اور اللہ تعالےٰ کے ذکرِ مبارک میں۔

زندگی سے صحیح لطف اندوز ہونے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی ضرورت ہے جو صاحب اس لذت سے آشنا ہیں ان کے سامنے دنیا کی ساری لذتیں ہیچ ہیں "ہیروئن" وغیرہ نشہ آور چیزوں میں چند لمحوں کے سکون وآرام کے لئے اپنی جان کو ہلاکت میں ڈالنا کہاں کی دانشمندی ہے؟

اسلام کی رو سے تمام نشہ آور اشیاء کا استعمال ممنوع ہے اور پھر معاشرے کے افراد کے لئے ہیروئن کا استعمال ہلاکت وبربادی کے سوا اور کچھ نہیں۔ اس مہلک وبا سے انسانوں کو بچانا وقت کا سب سے بڑا جہاد ہے جس پر رب العزت اجر وثواب عطا فرمائیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثتِ مبارکہ کا مقصدِ وحید ہی یہی ہے کہ معاشرے کے اندر ان چیزوں کے خلاف جہاد کیا جائے جو کہ انسانیت کو تباہی کی طرف لے جا رہی ہیں۔ آپؐ جب مکۃ المکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے جس جہاد کا آغاز فرمایا وہ حرمتِ شراب سے شروع ہوتا ہے۔ شراب کی روحانی وجسمانی خرابیوں کے باعث آپؐ نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ آج کے بعد مدینہ منورہ کے اندر شراب کو استعمال نہ کیا جائے۔ چشمِ فلک نے یہ تماشا بھی دیکھا کہ آپؐ کے جاں نثار صحابہ کرام وعشاق نے شراب کے مٹکے انڈیل دئے۔ برسوں سے شراب کے رسیا لوگوں نے آپؐ کے ایک اشارے پر مے وجام کی عارضی لذت کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام مسلمانوں کو منشیات سے بچنے کا حکم صادر فرمایا تاکہ معاشرے کے اندر وہ روشنی آجائے جس کے لئے مشیتِ ایزدی نے روئے زمین کو وجود بخشا اور اور ہر اس مصنوعی لذت سے چھٹکارا حاصل کیا جائے جس کی اصل وحقیقت کچھ نہیں ہے اور انسانیت کے لئے تباہ کن اثرات رکھتی ہے۔ آپؐ کے زمانہ مبارک میں منشیات میں سے

سب سے زیادہ استعمال شراب کا ہوا کرتا تھا جس کی ممانعت آپؐ نے فرمادی ——— ابنِ ماجہ شریف کی ایک حدیث میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا شَارِبُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ الْوَثَنِ یعنی شراب پینے والا ایسا مجرم ہے جیسے بُت کو پُوجنے والا۔ اور بعض روایات میں ہے شَارِبُ الْخَمْرِ كَعَابِدِ اللَّاتِ وَالْعُزّٰى یعنی شراب پینے والا ایسا ہے جیسا لات وعُزّیٰ کی پرستش کرنے والا۔

سورۃ بقرہ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:-

پوچھتے ہیں، شراب اور جوئے کا کیا حکم ہے؟ کہو ان دونوں چیزوں میں بڑی خرابی ہے، اگرچہ ان میں لوگوں کے لئے کچھ منافع بھی ہیں، مگر ان کا گناہ ان کے فائدے سے بہت زیادہ ہے۔

اس کے بعد ۴ ہجری کے ابتدائی زمانہ میں دوسرا حکم اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے نازل ہوا جس کا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے سُنایا گیا کہ" اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب تم نشے کی حالت میں ہو تو نماز کے قریب نہ جاؤ"۔

سورۂ مائدہ میں ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ فرمائیں:-

اے ایمان والو یہ جو ہے شراب اور جوًا اور بت اور پانسے سب گندے کام ہیں شیطان کے، سو ان سے بچتے رہو تاکہ تم نجات پاؤ۔

خلیفہ دوم امیرالمومنین حضرت سیدنا عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ نے جمعۃ المبارک کے دن خطبہ مبارک میں شراب کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا الخمر ما خامر العقل یعنی خمر سے مراد ہر وہ چیز ہے جو عقل کو ڈھانپ لے۔

آیاتِ قرآنی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین مبارک سے یہی بات سامنے آتی ہے کہ منشیات کا استعمال انسانیت کے لئے خطرناک وبا ہے اور اس سے اجتناب چاہیئے۔

منشیات کی عالمگیر وبار کا ایک جائزہ پاکستان نارکاٹکس کنٹرول بورڈ نے پیش کیا ہے جو ہیروئن کی مہلک اور خطرناک وبا کو سمجھنے کے لئے ایک اچھا تجزیہ ہے۔

منشیات کے استعمال میں پریشان کن اضافے سے زندگی کے ہر شعبے میں لوگوں کی جسمانی اور ذہنی صحت ایک سنگین خطرے سے دوچار ہو گئی ہے اس مسئلے کے کئی پہلو ہیں اور یہ بدستور لاکھوں کروڑوں انسانوں کی زندگیوں کے لئے خطرہ بنا ہوا ہے۔ یہ ایک ایسی پیچیدہ کیفیت ہے جس کا کوئی یقینی حل کسی کی سمجھ میں نہیں آرہا۔ اس چکرا دینے والے مسئلے نے حکومتوں کی بنیادوں کو ہلانا شروع کر دیا ہے۔ دنیا کے بہت سے ملکوں میں متشددانہ جرائم کی جو لہر آئی ہوئی ہے اس میں یہی مسئلہ کارفرما ہے یہ ایک مہلک سحر کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ جس کا اندازہ اخباروں کی بڑی بڑی سرخیوں سے لگایا جا سکتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ برائی جس معاشرے میں بھی جگہ پا گئی ہے۔ اس معاشرے کے لئے یہ ایک انتہائی بدنما دھبہ ہے، یہ خاص طور پر نوجوانوں کو تباہ کر دیتی ہے اور اس طرح بہت سی قوموں کی مستقبل کی طاقت کا سرچشمہ خشک ہو جاتا ہے۔

منشیات کا استعمال عام طور پر ٹریفک کے حادثوں کا باعث ہوتا ہے اور ان حادثوں میں شاہراہوں پر ہلاک اور زخمی ہونے والوں کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے، اُن فلاحی دواؤں کو بھی جو انسانی جانوں کو بچانے کے لئے استعمال کی جاتی ہیں اب خطرناک طور پر بطور منشیات استعمال کیا جا رہا ہے، منشیات کا یہ عالمگیر ناجائز استعمال ہزارہا انسانوں کو ایک ایسی سمت لے جا رہا ہے، جدھر ان کی خواہشات بے قابو ہو جاتی ہیں اور وہ تباہ کن حد تک دوسروں پر انحصار کرنے لگتے ہیں اور اس کا نتیجہ دکھوں، جرم اور موت کی صورت میں نکلتا ہے۔

منشیات کی بڑھتی ہوئی مانگ نے ایک ایسے کاروبار کو فروغ دیا ہے جس میں خطرہ بھی بہت زیادہ ہے اور منافع بھی۔ یہی وجہ ہے کہ منشیات کے ناجائز کاروبار کی روک تھام کے

لئے اب تک کی جانے والی تمام کوششیں کامیابی سے ہمکنار نہیں ہو سکیں۔

دنیا بھر میں منشیات کے ناجائز استعمال نے بڑی المناک صورتیں اختیار کی ہیں۔ ریاستہائے متحدہ امریکہ جہاں کی آبادی بائیس کروڑ سے زیادہ ہے۔ ساری دنیا میں منشیات کی سب سے بڑی منڈی بن چکا ہے اعداد و شمار کے مطابق ۱۹۸۰ء میں تقریباً چار اعشاریہ تین (۴٫۳) میٹرک ٹن ہیروئن امریکہ میں ناجائز طور پر درآمد کی گئی اور اسی سال میں صرف امریکہ میں اس ہلاکت آفرین ڈرگ کے عادی افراد کی تعداد چار لاکھ پچاس ہزار سے تجاوز کر گئی۔ اس سنگین خطرے کے علاوہ جو ہیروئن کے استعمال سے انسان کی انفرادی صحت کے لئے پیدا ہو جاتے ہیں اس کے معاشرتی اثرات بھی انتہائی تکلیف دہ نتائج کے حامل بنتے ہیں، ایک مطالعہ کی رو سے امریکہ میں گیارہ سال کے عرصہ میں منشیات کے ۲۴۳ عادی افراد نے پانچ جرائم کا ارتکاب کیا۔ یورپ میں صورتِ حال اور بھی زیادہ پریشان کن ہے اور اگر منشیات کے عادی افراد اور آبادی میں اُن کے تناسب کو سامنے رکھا جائے تو یہ صورتِ حال مزید پریشان کن ہو جاتی ہے۔ براعظم یورپ کے تقریباً ہر ملک میں ہیروئن کا ناجائز استعمال جاری ہے تازہ ترین دستیاب ہونے والے اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ منشیات کے عادی افراد کی تعداد مغربی جرمنی میں ایک لاکھ، اٹلی میں ایک لاکھ، برطانیہ میں پچاس ہزار، ہالینڈ میں بارہ ہزار، آسٹریلیا میں دس ہزار، سوئٹزرلینڈ میں چھ ہزار اور سویڈن میں تین ہزار ہے۔ ایک اندازے کے مطابق یورپ میں منشیات کے عادی افراد کی کل تعداد تین لاکھ سینتیس ہزار پانچ سو ہے، جو ہر سال چھ ہزار ایک سو پچاس کلوگرام ہیروئن استعمال کرتے ہیں، ایشیا میں بھی منشیات کے ناجائز استعمال کا مسئلہ اتنا ہی پریشان کن ہے۔ منشیات کے عادی افراد کی تعداد ہانگ کانگ میں ساٹھ ہزار سے زیادہ ہے۔ تھائی لینڈ میں تین لاکھ پچاس ہزار سے پانچ لاکھ اور برما میں تقریباً ۱۵ ہزار ہے۔ یہ تعداد منشیات کے عادی اُن افراد کی ہے جو رجسٹرڈ ہیں۔ ایسے لوگوں کی تعداد نامعلوم ہے جو رجسٹرڈ نہیں۔ ملائشیا سے آنے والی اطلاعات اور بھی خاص طور پر پریشان کن ہیں۔ ان اطلاعات کے مطابق اٹھارہ سے پچیس سال کی عمر کے نوجوانوں کی پچیس فیصد تعداد منشیات کی عادی ہو چکی ہے۔ ان کی تعداد میں اضافے کی شرح رفتار گذشتہ دس سال سے بھی کم عرصہ میں حیران کن حد تک بڑھ گئی ہے۔ بھارت، ایران، ترکی اور پاکستان میں بھی ہیروئن کا استعمال بڑھ گیا ہے۔ صرف ایران میں افیون اور ہیروئن کے عادی لوگوں کی تعداد دس لاکھ سے زیادہ ہے۔ سعودی عرب، کویت، امارات مصر اور ترکی میں اگرچہ ہیروئن کے عادی افراد کی تعداد کم ہے تاہم ان ملکوں میں بھی اس کا استعمال اضافہ پذیر ہے۔

افیون کی ناجائز پیداوار کے بڑے بڑے مرکز دنیا کے دو علاقائی خطوں میں واقع ہیں یہ خطے طلائی تکون اور طلائی ہلال کے نام سے مشہور ہیں۔ طلائی تکون میں تھائی لینڈ، برما اور لاؤس شامل ہیں اور طلائی ہلال پاکستان، افغانستان اور ایران پر مشتمل ہے۔ بین الاقوامی حکام نے اندازہ لگایا ہے کہ امریکہ اور یورپ میں جو ہیروئن استعمال کی جاتی ہے اس کا ستر فیصد حصہ پاکستان، افغانستان اور ایران میں پیدا ہونے والی افیون سے تیار کیا جاتا ہے۔ افیون کو صاف کر کے اسے مارفین یا ہیروئن میں تبدیل کرنے کا کام پاکستان، ترکی اور اٹلی میں کیا جاتا ہے۔

یہ حقیقت بڑی المناک ہے کہ یورپ، امریکہ اور ایشیا میں ہیروئن کے عادی افراد کی زیادہ تر تعداد نوجوانوں پر مشتمل ہے جو عام طور پر ہیروئن کو ٹیکوں کی صورت میں استعمال کرتے ہیں، ملائشیا میں ایک اطلاع کے مطابق اٹھارہ سے پچیس سال کی عمر کے پچیس فیصد نوجوان ہیروئن کے عادی ہیں ہیروئن کی عادت بڑی تیزی سے پھیلتی ہے اور اس کے پھیلنے کی رفتار دوسری تمام منشیات کے مقابلے میں زیادہ تیز ہے۔ پاکستان میں جہاں ۱۹۸۰ء میں ہیروئن کے عادی افراد کی کوئی معلوم تعداد موجود نہ تھی ۱۹۸۲ء میں ان کی تعداد تیس ہزار یا اس سے زیادہ ہو گئی۔

ہیروئن کے عادی لوگوں کی بحالی یا علاج مشکل اور بعض معاملات میں ناممکن بھی ہے، اس کا عادی زندہ رہنے کے لئے اس کا استعمال بڑھاتا چلا جاتا ہے۔ اس کے استعمال میں رکاوٹ سے وہ ایک انتہائی شدید جسمانی کرب اور تکلیف میں مبتلا ہو جاتا ہے جسے علامات پسپائی کا نام دیا جاتا ہے اور اس کا آخری نتیجہ ایک نوجوان زندگی کے وقت سے بہت پہلے خاتمے کی صورت میں نکلتا ہے۔ اس طرح ایک ایسا معاشرہ جس میں ہیروئن کے عادی افراد موجود ہوں۔ بڑی تیزی سے اپنے مستقبل کے شہریوں سے محروم ہوتا چلا جاتا ہے، جس میں سے بہت سے زندہ رہنے کی صورت میں اپنے معاشروں کی تعمیر اور بقاء میں اہم کردار انجام دے سکتے ہیں۔ لیکن وہ معاشرتی طور پر کار آمد بننے کی بجائے اپنے آپ ہی کو وقت سے پہلے تباہ کر لیتے ہیں۔

اس مہلک وباء کے پھیلاؤ کے اصل اسباب پر اگر نظر کی جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس ناجائز کاروبار کی سمگلنگ کرنے والے اصحاب کسٹم اور پولیس کے چاک و چوبند دستوں کی تیز نگاہوں سے کیسے بچ نکلنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں؟ اور یا پھر اسی مہلک کاروبار میں یہ بھی ان کے ساتھ ممد و معاون ہیں۔ ہیروئن کے اس تباہ کن کاروبار کو ختم کرنے کے لئے جب تک سخت ترین سزائیں نہ مقرر کی جائیں اس وقت تک اس کی روک تھام مشکل ہے۔ منشیات کا کاروبار کرنے والے اصحاب جو کہ چند ٹکوں کی خاطر سارے معاشرے کو تباہی و بربادی کے دہانے پر کھڑا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان کو کیفرِ کردار تک پہنچائے بغیر اس کا سدِّباب کرنا ناممکن ہے۔ اسلامی معاشرے میں ایسے افراد سخت سے سخت سزا کے مستحق ہیں۔ خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ مبارک میں منشیات کے استعمال کرنے والوں کو اسّی کوڑوں کی سزا دی جاتی تھی۔ ایسے افراد کو اگر اسلام کے ضابطوں کے مطابق برسرِ عام کسی چوک یا شاہراہ پر سزا دی جائے اور ساری قوم کے سامنے لا کھڑا کر دیا جائے تو اس مہلک اور ہلاکت خیز نشہ آور اشیاء کا قلع قمع کیا جا سکتا ہے۔

بقیہ : احادیث الرسول ؐ

آدمی تھا۔ موت کا فرشتہ اس کے پاس آیا تو اس سے پوچھا گیا کہ تمہارا کوئی ایسا عمل جو تمہارے لئے وسیلہ نجات بن سکے؟ اس نے کمال درجہ تواضع اور کسر نفسی سے کہا کہ میرے علم میں ایسا کوئی عمل نہیں — اس سے کہا گیا ذرا اپنی زندگی پر نظر دوڑاؤ۔ پھر اس نے کہا میرے علم میں ایسا کوئی عمل نہیں۔ سوائے اس کے کہ میں لوگوں کے ساتھ کاروبار اور خرید و فروخت کے معاملہ میں درگزر اور احسان کا معاملہ کرتا، میں اصحابِ دولت کو بھی مہلت دے دیتا اور غربا اور مفلسوں کو تو بالکل معاف کر دیتا — اس پر اللہ رب العزت نے اس شخص کے لئے جنّت کا فیصلہ فرما دیا۔"

اس ضمن میں اور بھی بہت سی احادیث ہیں ان سب کا خلاصہ یہی ہے کہ آدمی کو کاروباری معاملات میں نہایت درجہ نرمی اور درگزر اور احسان و مروّت کا معاملہ کرنا چاہئے۔ کوشش ہو کہ کسی کا بوجھ اس پر نہ رہے۔ جو لوگ تنگ دست ہوں ان کے ساتھ خصوصی رعایت برتی جائے۔ حتیٰ کہ ممکن ہو تو اپنا حق انہیں معاف کر دے — سودے کی کوالٹی اور اس کے وزن وغیرہ میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہو۔ اور ہر طرح سچائی، دیانتداری اور شرافت کا معاملہ کیا جائے — اس طرح کر لیا جائے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے برکت و خیر ہوتی ہے اور آدمی مختلف النوع جنجالوں سے بچ جاتا ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ لَہُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی

یَااَللّٰہُ یَاھُوَ یَارَحْمٰنُ یَارَحِیْمُ یَامَلِکُ یَاقُدُّوْسُ یَاسَلَامُ یَامُؤْمِنُ یَامُھَیْمِنُ یَاعَزِیْزُ
یَاجَبَّارُ یَامُتَکَبِّرُ یَاخَالِقُ یَابَارِئُ یَامُصَوِّرُ یَاغَفَّارُ یَاقَھَّارُ یَاوَھَّابُ یَارَزَّاقُ یَافَتَّاحُ
یَاعَلِیْمُ یَاقَابِضُ یَابَاسِطُ یَاخَافِضُ یَارَافِعُ یَامُعِزُّ یَامُذِلُّ یَاسَمِیْعُ یَابَصِیْرُ یَاحَکَمُ
یَاعَدْلُ یَالَطِیْفُ یَاخَبِیْرُ یَاحَلِیْمُ یَاعَظِیْمُ یَاغَفُوْرُ یَاشَکُوْرُ یَاعَلِیُّ یَاکَبِیْرُ یَاحَفِیْظُ
یَامُقِیْتُ یَاحَسِیْبُ یَاجَلِیْلُ یَاکَرِیْمُ یَارَقِیْبُ یَامُجِیْبُ یَاوَاسِعُ یَاحَکِیْمُ یَاوَدُوْدُ یَامَجِیْدُ
یَابَاعِثُ یَاشَھِیْدُ یَاحَقُّ یَاوَکِیْلُ یَاقَوِیُّ یَامَتِیْنُ یَاوَلِیُّ یَاحَمِیْدُ یَامُحْصِیْ یَامُبْدِئُ
یَامُعِیْدُ یَامُحْیِیْ یَامُمِیْتُ یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ (۹۹ مرتبہ) یَاوَاجِدُ یَامَاجِدُ یَاوَاحِدُ یَااَحَدُ یَاصَمَدُ
یَاقَادِرُ یَامُقْتَدِرُ یَامُقَدِّمُ یَامُؤَخِّرُ یَااَوَّلُ یَااٰخِرُ یَاظَاھِرُ یَابَاطِنُ یَاوَالِیُ یَامُتَعَالِیُ
یَابَرُّ یَاتَوَّابُ یَامُنْتَقِمُ یَاعَفُوُّ یَارَءُوْفُ یَامَالِکَ الْمُلْکِ یَاذَاالْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ یَامُقْسِطُ یَاجَامِعُ
یَاغَنِیُّ یَامُغْنِیْ یَامَانِعُ یَاضَارُّ یَانَافِعُ یَانُوْرُ یَاھَادِیْ یَابَدِیْعُ یَابَاقِیْ یَاوَارِثُ
یَارَشِیْدُ یَاصَبُوْرُ

یہ ننانوے اسماء ربانی جل شانہ مشہور و معروف ہیں اور احادیث شریفہ میں ان کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ انہی میں اسم اعظم پوشیدہ ہے۔ ان کا ورد اکثر اولیائے کرام فرماتے رہے ہیں۔ اسی طرح ماثورہ مسنون دعاؤں کا عجیب مبارک مجموعہ الحزب الاعظم ہے جو ہفتہ کے سات دنوں کی ترتیب سے سات ابواب پر مشتمل ہے۔ ہمارے اکثر اکابر کے معمولات میں داخل ہے۔ شیخ التفسیر قطب العالم حضرت لاہوری رحمۃ اللہ، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ اور محقق دوران حضرت علامہ شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ اپنے متعلقین و مسترشدین کو الحزب الاعظم کے ورد کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ اس بابرکت مجموعے کے پہلے صفحے میں (جو ہفتہ کے دن پڑھا جاتا ہے) اسماء اللہ الحسنی بھی ہیں۔ اس کا ایک خاص طریقہ امام الاولیاء حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد فرمودہ یہ ہے کہ ہر اسم مبارک سے پہلے لفظ یا کا اضافہ کر دیا جائے اور جب یَاحَیُّ یَاقَیُّوْمُ پر پہنچیں تو اسے ننانوے مرتبہ پڑھا جائے۔ اس کے بعد آخر تک ایک ایک مرتبہ پڑھ کر مکمل کر لیا جائے۔ اسی طرح جمعۃ المبارک کے دن الحزب الاعظم کا اختتام ہو تو اس کے فوراً بعد دو رکعت صلوٰۃ الحاجت پڑھ کر صرف انہی اسماء حسنیٰ کو درج بالا ترتیب سے پڑھیں اور پھر اپنے اور امت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ مقاصد دارین کے لیے دل سے دعا فرماویں۔ حضرت الشیخ لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ اجل حضرت مولانا مفتی بشیر احمد پسروری رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے جانشین حضرت مولانا محمد جلیل الحسنی مدظلہم نے روزانہ صرف الاسماء الحسنیٰ کو درج بالا طریقے پر ورد رکھنے کو باعث برکات دارین قرار دیا ہے۔ اس لیے افادۂ عام کے لیے ہدیۂ ناظرین و قارئین کرام ہے۔ امید ہے کہ اس مبارک عمل کو خلوص و محبت اور یقین کامل سے کر کے انشاء اللہ مسرت و سعادت سے شاد کام ہوں گے۔ نوٹ: سورت یٰسین شریف، سورت اخلاص شریف اور سورۂ حشر کی آخری آیات مبارکہ میں بھی اسماء ربانی کے پڑھنے کے خاص طریقے ہیں۔ ضرورت مند اور شائقین حضرات اس کے لیے لکھ سکتے ہیں لہٰذا دعاؤں کی مؤدبانہ التماس ہے۔

اشتہار ہٰذا و انجمن کی دیگر تبلیغی مطبوعات مفت حاصل کرنے کیلئے پوسٹ ٹکٹ و اپنا پتہ بذریعہ ڈاک ارسال فرمائیں۔

مرتبہ خادم سلسلہ قادریہ راشدیہ سلاسل اربعہ روحانیہ مبارکہ۔ الاحقر احمد عبدالرحمٰن الصدیقی عفا اللہ عنہ،

۱۱۷۹/۴ نزد گرج بلڈنگ نوشہرہ صدر ○ ضلع پشاور

مفت ملنے کا پتہ و ناشر
انجمن خدام الدین رجسٹرڈ ۱۱۷۹/۴ نوشہرہ صدر ○ ضلع پشاور

ضرورت رشتہ

ہمارے ایک دوست جو حضرت الامام لاہوری رحمہ اللہ تعالےٰ علیہ کے خصوصی متعلقین میں سے ہیں۔ درس نظامی کے فاضل ہونے کے ساتھ ایم، اے بھی ہیں اور گریڈ ۱۷ فرسٹ گزیٹیڈ پوسٹ پر ملازم و دینی کتب کے مصنف و مرتب ہیں، عمر تقریباً ۳۶ سال ہے کو ایک دیندار، صحت مند جوان، تعلیمیافتہ سُنّی رفیقہ حیات کی ضرورت ہے۔ جانبین پر کوئی شرط نہ ہو گی اور سنت کے مطابق نکاح ہوگا۔ انشاء اللہ۔ خود مختار دوشیزہ خود بھی رابطہ قائم کر سکتی ہے۔

پتہ:
ا۔ ع معرفت مولانا سعید الرحمٰن علوی
معقد و نہ خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور

تعارف و تبصرہ

تبصرہ کے لئے ہر کتاب کی دو جلدیں دفتر میں ضرور بھیجئے ——— مدیر

لغات القرآن

تالیف: الحاج عبدالکریم پاریکھ
قیمت: چوبیس روپے
ملنے کا پتہ: مجلس نشریات اسلام
ا۔ کے ۳ ناظم آباد مینشن۔
ناظم آباد ۱ء کراچی ۱۸۔

ہمارے محترم کرمفرما الحاج عبدالکریم پاریکھ ناگپور (انڈیا) کے آسودہ حال اور نہایت متمول انسان ہیں۔ تبلیغی جماعت اور مولانا سید ابوالحسن علی ندوی کی توجہ نے انہیں قرآن کا خادم و داعی بنا دیا ہے۔ لکھتے ہیں تو موتی پروتے ہیں اور بولتے ہیں تو منہ سے پھول جھڑتے ہیں ——— موصوف نے یہ کتاب ۱۹۵۲ء میں مرتّب کی اس کے دس ایڈیشن ہزارہا کی تعداد میں انڈیا میں نکل گئے۔ اب پاکستان میں یہ پہلا ایڈیشن ہے ۔ ہندی اور انگریزی ایڈیشن بھی لکھنؤ اور رام پور سے شائع ہو چکے ہیں۔ جو کتاب کی عنداللہ مقبولیت کی دلیل ہے ورنہ ایسی خشک کتابوں سے کون دلچسپی لیتا ہے ——— موصوف نے ناگپور کے علاقہ میں درس قرآن کے ذریعہ نہ صرف مسلم نوجوانوں بلکہ دوسری ملّت کے لوگوں کو بھی بے حد متاثر کیا اور نوجوانوں کی ضرورت کے تحت ہی یہ کتاب مرتّب کی ——— ابتداء میں چند اسباق میں عربی کے ابتدائی قواعد نہایت آسان طریق سے مرتّب کرنے کے بعد پھر ہر سورۃ کے مفردات کا ترجمہ مستند تراجم قرآنی کے ذریعہ اس طرح کیا ہے کہ چند ماہ کی محنت کے بعد ایک متوسط درجہ کا انسان کتاب الٰہی سے بھرپور فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔

سچی بات یہ ہے کہ اس کتاب نے ہمیں بے حد متاثر کیا اور ہم الفاظ میں اس کی تعریف نہیں کر سکتے۔ مصنف اور ناشر کے لئے دعا کے ساتھ ہماری یہ دلی خواہش ہے کہ یہ کتاب ہر مسلمان گھر میں موجود ہو ہر گھر کے لوگ روزانہ چند منٹ التزام کے ساتھ اس کا اجتماعی مطالعہ کریں اور قرآن عزیز کی روشنی سے اپنے مردہ قلوب کو زندہ کریں کتاب کا ظاہری حسن خوب سے خوب تر اور قیمت واجبی ہے۔

اخیارِ امّت

از مولانا عبدالمجید شاکر
قیمت: ۲۰/- روپے
ملنے کا پتہ: چغتائی جنرل سٹور اینڈ بک ڈپو کہروڑ پکا ضلع ملتان۔

مولانا حافظ عبدالمجید شاکر ایک محنتی انسان ہیں۔ مطالعہ، لکھنا اور پڑھنا ان کی عادت ثانیہ ہے۔ کئی ایک کتابیں اس سے قبل ان کے قلم سے نکل کر خلق خدا کی رہنمائی کا ذریعہ بن چکی ہیں۔ بالخصوص "سیرت سید المرسلین" تو بالائی حلقوں میں بھی پسند کی گئی۔ یہ کتاب "جماعت صحابہ" کے تعارف و محاسن کے لئے لکھی گئی ہے۔ اس میں تین ابواب ہیں۔ مقام صحابہؓ، اوصاف صحابہؓ اور اتباع صحابہؓ ——— صحابہؓ معیار حق ہیں۔ حضور علیہ السلام کے بقول جنتی وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے راستہ پر ہو۔ اس جماعت مقدسہ کے تذکار پر دنیا نے بہت کچھ لکھا، لکھا جا رہا ہے اور لکھا جاتا رہے گا۔ یہ امّت کے محسن ہیں۔ اسلام ان کی

قربانیوں کے صدقے پھیلا۔ ان کے متعلق بدگمانی حرام اور باعث اتلاف ایمان ہے۔ حافظ صاحب نے مقام صحابہ والے باب میں اس مسئلہ کو خوب واضح کیا۔ بیچ بیچ میں واقعاتی شہادتوں کے طور پر بعض صحابہؓ کے حالات آگئے ہیں جس سے کتاب دلچسپ بن گئی ہے۔ اوصاف صحابہؓ والے باب میں قرآن و سنّت سے ثابت ان کے اوصاف کا ذکر ہے تو اتباع صحابہؓ والے باب میں امّت کو اپنی ذمہ داری کا احساس دلایا گیا ہے یہ ایک طرح کتاب کا اہم ترین باب ہے۔ دعوتی جذبہ سے لکھی جانے والی کتاب کی قدر افزائی ضروری ہے اور اہلسنت کا ملّی فرض۔

النفائس المرغوبہ

فقیہ امّت مولانا مفتی کفایت اللہ قدس اللہ سرہٗ العزیز کا یہ مفصّل و مبسوط فتویٰ دعا کے معاملہ میں بعض ضروری مسائل پر مشتمل ہے۔ فرائض کے بعد دعا کس قدر ہونی چاہئے؟ اور جن فرائض کے بعد سنن و نوافل ہیں ان میں لوگوں کا امام کا انتظار کرنا اور پھر اجتماعی دعا کا کیا حکم ہے؟ حضرت مفتی صاحب نے پہلی فصل میں سنن و نوافل کے بعد اجتماعی دعا نہ ہونے پر تفصیلی گفتگو کی ہے تو دوسری فصل میں فرائض کے بعد دعا کے ثبوت اور تیسری فصل میں اس کی مقدار پر کلام کیا ہے اور مختلف شبہات جو اس ضمن میں پیدا ہوتے ہیں ان کا شافی جواب دیا ہے۔ اس جامع، مفصّل اور مدلّل فتوے پر ہندوستان بھر کے قابل ذکر علماء و مشائخ اور رنگون و برما کے اکابر علماء کے نہ صرف تصدیقی دستخط موجود ہیں بلکہ بعض حضرات کے نہایت بلیغ فتاوی بھی مندرج ہیں۔ حتیٰ کہ خانصاحب بریلوی کا فتویٰ بھی شامل ہے۔

النفائس کے ساتھ ایک بیش قیمت ضمیمہ بھی ہے جس میں ایک سو سے زائد مقامات کے علماء و مفتیان کرام کے فتاوی شامل ہیں جن میں علماء حرمین بھی ہیں۔ حضرت مفتی صاحب کے اس مفصل فتویٰ کی اشاعت کے بعد مولانا عبدالباری فرنگی محلی کے ایک متعلق مولوی محمد یعقوب صاحب نے بعض تحریرات شائع کیں جن کا نام اللطائف المطبوعہ رکھا اور ان کی نسبت مولانا عبدالباری کی طرف کی —— چونکہ مولانا بڑے آدمی تھے ان کی نسبت سے جو تحریریں سامنے آئیں ان سے لوگوں کو اشتباہ ہو سکتا تھا اس لئے مفتی صاحب نے ان تحریرات کا "الصحائف المرغوب" کے نام سے جواب لکھا۔ اور اس طرح متعلقہ موضوع و مسائل پر یہ ایک نہایت قیمتی مجموعہ تیار ہو گیا جو ہندوستان میں بارہا چھپا شاید ایک آدھ بار یہاں بھی چھپا لیکن حضرو ضلع اٹک کے نوخیز مکتبہ صدیقیہ نے اب اسے بڑے اہتمام سے چھاپا ہے جو نہایت قیمتی خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے —— ۷/۵۰ میں یہ رسالہ مکتبہ صدیقیہ سبزی بازار حضرو سے حاصل کریں۔

عظمتِ صحابہؓ

۶۴ صفحات کا یہ درمیانی سائز کا رسالہ مکتبہ سیّد کارخانہ بازار فیصل آباد نے شائع کیا ہے جس کے مرتّب سید محمد ربیم فاطمی صاحب ہیں۔ مضامین کا پتہ نام سے چل جاتا ہے کہ اس میں صحابہ کرام کی عظمت کا بیان ہے اور اس بیان کے لئے ایسا سہارا لیا گیا ہے حضرت الامام مجدد الف ثانی قدس سرہٗ کا جو ہند میں سرمایۂ ملّت کے نگہبان تھے کے وقیع مکتوبات کی روشنی میں یہ رسالہ مرتّب کرکے مرتّب و ناشر نے بڑا کام کیا جزاھم اللہ تعالیٰ —— قیمت ۴/- روپے

مسلمان کسے کہتے ہیں؟

ہمارے فاضل دوست مولانا

مہر محمد صاحب نے ۹۶ صفحات کا یہ رسالہ بڑی محنت سے مرتب کیا ہے —— فرقہ بندی، گروہ بندی اور ہر قسم کے تعصب و تحزب سے پاک ہو کر قرآن و سنت اور اسلاف کی مستند کتابوں سے ایک مسلمان کا جو نقشہ سامنے آتا ہے اس کو ایک خوبصورت فریم کی طرح مرتب کر دیا گیا ہے۔ مقدمہ میں بنیادی باتیں ہیں جو بڑی اہم ہیں: پھر مسلمان کے عقائد، اعمال اور اخلاق و عادات تین الگ الگ ابواب میں ذکر کئے گئے ہیں۔ استاذ محترم مولانا عبدالحمید سواتی زید مجدہم نے بالکل سچ فرمایا کہ:-

"اگر اہل اسلام اس کتابچہ کو خالی الذہن ہو کر انصاف سے مطالعہ کریں گے، تو انشاء اللہ ان کی اصلاح کا ایک عمدہ پروگرام ان کے سامنے آ جائے گا۔"

یہ بیش قیمت رسالہ ۷/۵۰ روپے میں مکتبہ عثمانیہ نور باوا بازار خراداں گوجرانوالہ سے حاصل کریں بلکہ بکثرت خرید کر تقسیم کریں۔

اسرارِ ابراہیمیہ

سلیم پور ضلع لدھیانہ کے ایک مرد درویش مولانا محمد ابراہیم قدس سرہٗ قیام پاکستان کے بعد میاں چنوں میں قیام پذیر تھے۔ ۱۹۷۰ء میں انتقال فرمایا۔ دس سال کی عمر میں حضرت اقدس قطب گنگوہی کی خدمت میں حاضری دی بعد میں حضرت کے خلیفہ حضرت حافظ محمد صالح قدس سرہٗ سے بیعت ہوتے ان کے بعد حکیم الامت تھانوی کا دامن پکڑا اور آخر میں حضرت اقدس شاہ عبدالقادر رائے پوری سے وابستہ رہے —— حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن اور مولانا مفتی عزیز الرحمٰن دیوبندی کے شاگرد رشید تھے۔ ان کے فیض یافتہ حضرات میں مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا محمد عبداللہ قدس سرہٗ (خانقاہ سراجیہ کندیاں) مولانا محمد عبداللہ دھرم کوٹی، مولانا عبدالعزیز زراعتی فارم جیسے اکابر شامل تھے جناب ابوالقاسم بشیر احمد صاحب (مرتّب کتاب) آپ کے فیض یافتہ اور عاشق صادق ہیں —— قرآن و حدیث اور بزرگانِ سلف کے ارشادات و حکایات کی روشنی میں اسرار الٰہیہ کا یہ مجموعہ مرتب کیا ہے جو کتاب کا حصّہ اوّل ہے اور اس میں مقدمہ کے علاوہ ۶ باب ہیں۔ مقدمہ میں اسرار کے ظاہر ہونے پر گفتگو ہے اور باقی ابواب میں مختلف عنوانات پر۔ جذبہ و شوق کے طور پر کتاب لکھی اور چھاپی گئی ہے۔ اس لئے سوا تین سو صفحات کے باوصف قیمت مع ڈاک خرچ صرف ۱۰ روپے ہے، ایک اچھا مجموعہ ہے اسے حاصل کر لیں۔

نماز حنفی

جناب محمد مشتاق الرحمٰن ظفر نے نماز اور اس کے متعلقات کا عربی متن کے بعد نظم میں ترجمہ کیا ہے۔ اچھی کاوش ہے پاکٹ سائز ہے۔ ظفر بک ڈپو نور خانے والا تحصیل بھلوال ضلع سرگودھا سے حاصل کریں۔

انتقال

حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہ العزیز کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا قاضی عبدالسلام صاحبؒ خطیب جامع مسجد نوشہرہ ضلع پشاور بمورخہ یکم جنوری ۱۹۸۴ء انتقال فرما گئے ہیں۔ احباب و قارئین سے دعا کی درخواست ہے ان کے جنازہ میں ضلع پشاور کے اکثر اکابر و مشائخ شامل ہوتے اور ان کے صاحبزادہ مولانا قاضی عبدالعلام صاحب کو ان کا جانشین قرار دے کر شیخ الحدیث مولانا عبدالحق مدظلہٗ نے ان کی دستار بندی فرما دی ہے۔ رب کریم سب کو اپنی رضائے کاملہ نصیب فرمائے آمین

محررہ: الصدیقی عفا اللہ عنہ

طبی مشورے

براہ راست جواب کے خواہشمند حضرات
جوابی لفافہ ضرور بھیجیں۔

حکیم آزاد شیرازی شیرانوالہ گیٹ لاہور

چہرے کی سیاہی

س : آپ کے نسخہ جات کے ذریعہ بہت سے لوگ شفایاب ہوتے ہیں۔ میں نے آپ کے نسخہ جات خود بھی استعمال کئے ہیں۔ جن سے مجھے اور دوسرے لوگوں کو فائدہ پہنچا ہے۔ میری بیوی کے چہرے پر سیاہیوں کے نشان ہیں۔ کافی علاج کرایا ختم نہیں ہوئے۔ براہ کرم کوئی ایسا نسخہ لکھ دیں جس سے سیاہیاں ختم ہو جائیں۔

(نصیر احمد، خانپور، رحیم یار خاں)

ج : چنے کی دال باریک پیس کر بیسن بنا لیں روزانہ رات سوتے وقت حسب ضرورت بیسن میں دودھ ملا کر گاڑھی سی کریم بنا لیں اور چہرے پر ملیں۔ صبح گرم پانی سے چہرہ دھو لیں اور اس پر روغن زیتون ملیں انشاء اللہ صحت ہو گی۔

معدہ کی تیزابیت

س : میری عمر ساٹھ سال ہے۔ مجھے اپنے معدہ میں تیزابیت کی مقدار بڑھی ہوئی معلوم ہوتی ہے پیشاب میں بھی معمولی سی جلن محسوس ہوتی ہے۔ اکثر حکیموں سے مشورے کئے لیکن کافی علاج کے باوجود صورت جوں کی توں ہے قبض وغیرہ کی کوئی شکایت نہیں ہے اور ہر لحاظ سے تندرست ہوں۔ براہ کرم کوئی سستا اور مجرب نسخہ تجویز فرمائیے۔

(ب) سنا ہے شہد گرم ہوتا ہے۔ اس لئے میں استعمال نہیں کرتا۔ کیا کوئی طریقہ استعمال ایسا بھی ہے کہ شہد کی گرمی دور ہو سکے۔

جب بھی کوئی گرم چیز کھاؤں جلن میں اضافہ ہو جاتا ہے اور ٹھنڈی چیز استعمال کرنے سے قدرے سکون ملتا ہے۔

(قاری احمد سعید، واہگہ ضلع لاہور)

ج : آپ مندرجہ ذیل نسخہ صبح و شام ۳/۴ ماشہ کی مقدار میں دودھ کے ساتھ کھائیں۔

طباشیر کبود ۵ تولہ، برادہ صندل سفید ۵ تولہ، کشنیز ۵ تولہ، دانہ الائچی خورد ۵ تولہ، کشتہ زہر مہرہ خطائی ۵ تولہ، کہربائے شمعی ۵ تولہ، نارجیل دریائی ۳ تولہ، کشتہ عقیق ۲ تولہ، کشتہ شاخ مرجان ۱ تولہ، اصل السوس ۵ تولہ، ورق نقرہ ۳ ماشہ۔

تیز مرچ مسالہ اور گرم اشیائ سے پرہیز رکھیں۔

(ب) شہد ایک چمچی، ایک کپ گرم پانی میں حل کریں۔ ایک لیموں کا رس نچوڑ لیں۔ اور صبح سویرے پی لیا کریں۔

امید کہ شہد اس ترکیب سے گرمی نہیں کرے گا۔



"اے بیٹے! اگر تو سینہ کی فراخی اور دل کی خوشی چاہتا ہے تو لوگ جو کچھ تجھ کو کہیں اس کو نہ سنا کر اور ان کی گفتگو کی طرف متوجہ نہ ہوا کر۔ کیا تو نہیں جانتا کہ یہ دنیا دار لوگ اپنے خالق سے راضی نہیں۔ پس تجھ سے کیونکر راضی ہوں گے۔"

(نصائح غوث الاعظم)

رنگِ ثقافت

ظہیر احمد تاج

مدرسوں میں درسِ تہذیبِ فرنگ — اور گھروں میں ملحدانہ آب و رنگ
ہائے اپنے نونہالانِ چمن — باغباں ان کے ہیں اکثر اہرمن
کچّی کلیوں کا مزاجِ رنگ و بُو — کتنی تیزی سے بدلتا ہے عدو
کیا کہیں یہ کیا سے کیا ہونے کو ہیں — نام بھی آبا کا یہ کھونے کو ہیں
اہلِ دنیا، اہلِ دولت ہیں خموش
اہلِ دانش، اہلِ دیں ہیں بے خروش
شغلِ لہو و لعب جاری کُو بہ کُو — فکرِ عقبیٰ ہے مفر ہے سُو بہ سُو
بے حیائی، رنگ رلیاں ہیں فزوں — دینداری، خلق و احساں ہیں زبوں
اب ثقافت کے لئے رہ صاف ہے — جام و مینا ورثۂ اسلاف ہے
بُت پسند و بُت تراش و بُت فروش — ہیں سبھی اسلام کے حلقہ بگوش
احمدِ مرسل کی امت کا یہ حال
حاکمانِ وقت سے ہو گا سوال
جو بھی راعی ہے یہاں مسئول ہے
خالقِ عالم کا یہ معمول ہے



سوزِ دروں بعض پتھروں میں قدرتی چمک ہوتی ہے۔ اکثر ذرات دوسری چمکدار چیز کے عکس سے روشن ہو جاتے ہیں۔ چقماق اپنے سوزِ دروں سے بھڑک اٹھتا ہے۔ آپ مسلمان ہیں آپ کے ہوتے ہوئے دنیا میں تاریکی ہے۔ برائیوں اور بے حیائیوں کا رواج ہے۔ کیا آپ نیکی کی صلاحیت سے محروم تو نہیں اور آپ کا سوزِ دروں ایک پگھلی ہوئی شمع کی طرح ختم تو نہیں ہو گیا؟